ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ
یکم جنوری ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے۔ کہ قرآن کریم لے کر دشمن کی آبادی میں سفر کیا جائے اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ اَنَسِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كُنْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ الْمَجُوْسِ، فَجِيْءَ بِفَالُوْذَجٍ عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَلَمْ يَاْكُلْهُ فَقِيْلَ لَهٗ حَوِّلْهُ فَحَوَّلَهٗ عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ خَلَنْجٍ وَجِيْءَ بِهٖ فَاَكَلَهٗ

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوسیوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ چنانچہ ایک قسم کا فالودہ سونے کے برتن میں لایا گیا۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس سے تناول نہیں فرمایا۔ اور لانے والے سے کہا گیا۔ کہ اس کو ایک دوسرے پیالہ میں تبدیل کرکے پھر لایا گیا۔ تو آپ نے کھا لیا۔ بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ اُمُّكَ اَمَرَتْكَ بِهٰذَا قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ اَحْرِقْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عصفر سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں نے ان کو پہننے کا تجھے حکم دیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا میں ان کو دھو ڈالوں؟ فرمایا بلکہ ان کو جلا ڈالو اور روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کافروں کے کپڑوں میں سے ہیں۔ لہٰذا ان کو نہ پہنو۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَّلَا صُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چیز محفوظ کی ہے۔ کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی ہے۔ اور نہ کسی دن میں رات تک (بے فائدہ) خاموش رہنے کی کوئی حقیقت ہے۔ (ابوداؤد نے اسناد حسن کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے)

وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى امْرَاَةٍ مِّنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاٰهَا لَا تَتَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ فَقَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً فَقَالَ لَهَا تَكَلَّمِيْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس کی ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو زینب نام کے ساتھ مشہور تھی۔ تو اس کو دیکھا۔ کہ وہ بات نہیں کرتی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو کیا ہوا ہے۔ کہ یہ گفتگو نہیں کرتی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے خاموشی کا حج (قصدا) کیا ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے اس سے فرمایا کہ گفتگو کرو۔ اس لئے کہ یہ چیز حلال نہیں ہے۔ یہ تو جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ چنانچہ اس عورت نے بولنا شروع کر دیا (اس حدیث کو امام بخاری نے ذکر کیا ہے)

۲۷ - عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے۔ تو جنت ایسے شخص پر حرام ہے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ يَزِيْدَ ابْنِ شَرِيْكِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهٗ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَاِذَا فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا

حضرت یزید بن شریک بن طارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر دیکھا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ چنانچہ میں نے سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جس کو کہ ہم پڑھتے ہوں۔ سوائے قرآن کے اور اس صحیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اس کو کھولا تو اس میں اونٹوں کے متعلق تحریر تھی۔ اور کچھ قصاص وغیرہ کے احکامات تھے۔ اس میں یہ بھی تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مدینہ منورہ کو عیر سے

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۵ء | شمارہ ۲۳

اسلام دوستی کا ثبوت دیجئے

آج کل صدارتی انتخاب کی مہم نکتۂ عروج پر ہے۔ صدر ایوب خاں کے حامی ان کی کامیابی کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں اور مس فاطمہ جناح کے شیدائی محترمہ کو کامیاب بنانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا میدان میں اترے ہوئے ہیں۔ دونوں طرف سے وعدے ہو رہے ہیں کہ وہ کامیابی کے بعد اسلامی قوانین کو ملک میں نافذ کریں گے، غیر اسلامی قوانین کو کالعدم قرار دے دیں گے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنا کر دم لیں گے۔ ہمیں کسی کی نیت پر شبہ نہیں لیکن ماضی کا سترہ سالہ تجربہ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ اس ملک میں جس کسی شخص یا جماعت نے اقتدار کے حصول کی کوشش کی ہے ابتدًا اسلام ہی کا نعرہ لگایا ہے لیکن جب وہ شخص یا جماعت برسر اقتدار آتی ہے تو اپنے وعدے کو اس طرح فراموش کر دیتی ہے جس طرح کبھی اس نے یہ وعدہ سرے سے کیا ہی نہیں تھا۔ سیاستدان اسلام کا نام سیاستًا استعمال کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام کا نام لئے بغیر نہ تو وہ عوام کو اپنا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے ووٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب کام نکل گیا اور اقتدار کی دیوی ان کے قبضہ میں آ گئی تو انہوں نے پھر کوس "انا ولا غیری" بجا دیا۔ اور عوام سے کئے گئے وعدے یکسر فراموش کر دیا۔ نتیجۃً عوام کا اعتماد تقریبًا تمام سیاستدانوں سے اٹھ چکا ہے۔ اور وہ یاس وقنوطیت کا شکار ہیں۔ معاشی حالت ملک کی بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ خوشحالی کا نام و نشان عنقا ہو چکا ہے، بھوک اور بے روزگاری دن بدن بڑھتی ہی جاتی ہے غریب — غریب تر اور امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح اقتصادی عدم مساوات نے لوگوں کے دلوں میں بے اعتمادی بددلی اور منافرت کا بیج بویا ہے۔ ظاہر ہے اب جو حکومت یا پارٹی ایمانداری سے ان مفاسد کا قلع قمع کرنے کا عزم بالجزم لے کر اٹھے اور اپنی مذہب دوستی کا عوام کو یقین دلانے میں کامیاب ہو جائے وہی عوام کے اعتماد کو بحال کر سکتی ہے۔ ورنہ عدم اعتماد کی گھٹا ملک کے مطلع پر لہراتی ہی رہے گی اور ملک کبھی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکے گا۔ جہاں تک موجودہ صدارتی امیدواروں کا تعلق ہے۔ ان میں بشیر احمد صاحب اور کے ایم کمال صاحب کے متعلق عوام کو زیادہ معلومات نہیں۔ کیونکہ وہ پہلی مرتبہ منظر عام پر آئے ہیں۔ اور بظاہر ان کی کامیابی کے امکانات بھی صفر فیصد ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق رائے زنی مناسب نہیں۔ اسی طرح محترمہ فاطمہ جناح اگرچہ قائد اعظم کی ہمشیرہ ہونے کی وجہ سے ملک میں جانی پہچانی ہیں اور عوام میں مقبول ہیں۔ لیکن ماضی میں سیاسیات اور امور مملکت سے لاتعلق رہنے کے باعث کوئی شخص بھی حتمی طور پر پیشین گوئی نہیں کر سکتا کہ ان کا آئندہ طرز عمل کیا ہوگا۔ اور آیا وہ عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کریں گی یا نہیں؟ بہرحال اگر اقتدار ان کے ہاتھ میں آ گیا تو ان کی بھی آزمائش ہو جائے گی۔ رہ گئے صدر ایوب خاں تو قوم ان کو پچھلے چند سالوں میں کافی دیکھ چکی ہے۔ اُن کے اچھے کارنامے بھی ہیں اور بُرے بھی۔ لیکن یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ ان کے عہدِ حکومت میں اسلام کو اسلام کا نام لے کر جس طرح مجروح کیا گیا ہے اس کی مثال گزشتہ حکومتوں کے دوران ناپید ہے۔ مگر پھر بھی وہ اس کے ذمہ دار ضرور ہیں۔ جہاں تک ملکی استحکام کا تعلق ہے اور اس کی خارجہ پالیسی کا معاملہ ہے۔ ہمارے خیال میں صدر ایوب خاں اس سلسلے میں سابقہ حکومتوں کی نسبت کافی حد تک بہتر ثابت ہوئے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ کامیابی کی صورت میں وہ اور بھی بہتر ثابت ہوں۔ لیکن ان کے سابقہ طرزِ عمل کے پیشِ نظر اسلام کو ان سے کوئی حسنِ ظن نہیں۔ مگر اب اُن کے موجودہ بیانات اور تعارفی جلسوں میں ان کی تقاریر کو پڑھا جائے تو پھر یہ گمان بھی ہونے لگتا ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں اپنے گزشتہ طرزِ عمل سے رجوع کر لیا ہے اور انہیں احساس ہو گیا ہے کہ انہوں نے عائلی قوانین وغیرہ کا نفاذ کر کے شریعت کی خلاف ورزی کی ہے اور قوم کو اس سلسلے میں اُن سے بجا طور پر شکوہ ہے۔ تاہم یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور حالات کی افتاد کس پہلو پر پڑتی ہے۔ ہم اس صحبت میں ان کی خدمت میں صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ اپنے وعدوں میں صادق ہیں اور واقعی سچے دل سے اس ملک میں اسلامی آئین کا نفاذ اور اسلامی قدروں کی بحالی چاہتے ہیں۔ تو اس کا ثبوت پیش کرنے کا وقت آ پہنچا ہے۔ چند دن تک رمضان المبارک کا چاند مطلع فلک پر نمودار ہونے والا ہے اور چونکہ اسی ماہ مبارک میں اسلامی قوانین کا مجموعہ قرآنِ عزیز نازل ہوا تھا اس لئے آپ بھی اسی خیر و برکت کے مہینے میں دستور قرآنی کے نفاذ کی طرف پہلا قدم اٹھائیے۔ ابھی سے اعلان فرما دیجئے کہ حکومت لوگوں سے رمضان المبارک کا احترام قانونًا کرائے گی اور شریعت حقہ کا مذاق اڑانے والی زبانوں کو آئینی لگام دے کر ان کے منہ بند کر دیئے جائیں گے۔ اوقات روزہ کے دوران ہوٹلوں

باقی صفحہ ۱۷ پر

مجلس ذکر ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۶۴ء

رحمتوں کی بارش ہونے والی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ حال وارد لاہور

بزرگان محترم:-

اللہ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مل بیٹھ کر اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ حضرتؒ کا لگایا ہوا باغ ہے۔ وہ اس کے مالی تھے۔ جب پودے خود بخود رس چوسنے لگ جائیں۔ تو اُن کی طرف مالی زیادہ دھیان نہ بھی دے۔ کوئی بات نہیں لیکن اگر پودا ابھی چھوٹا ہو اور مالی سے جدائی ہو جائے تو پودا تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ آپ حضرات میں اکثریت ایسے احباب کی ہے۔ جن پر حضرتؒ نے کافی عرصہ توجہ فرمائی اور تربیت بھی فرمائی آپ میں سے اکثر نے اخذ فیض کیا۔ مرکز کی شان علیٰ حالہٖ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ تاقیامت اس اشاعت کتاب و سنت کو قائم رکھے۔ اور ہم نہ بھی رہیں۔ تو ہماری نسلوں میں کارِ خیر جاری و ساری رہے۔ حضرتؒ کا جاری کیا ہوا خدام الدین بھی آج تک جاری ہے۔ خدا اس کو بھی جاری وساری رکھے۔

حضرتؒ کی سنت کے مطابق ذکر کے بعد کچھ نہ کچھ عرض کردیا کرتا ہوں۔ چند دنوں بعد رمضان المبارک آیا چاہتا ہے۔ رمضان میں مجلس ذکر نہ ہوگی۔ شعبان جو اسی طرح عبادت کا مہینہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمان میں نے گزشتہ مجلس میں بھی ذکر کیا تھا۔ کہ حضورؐ جب شعبان میں روزے رکھتے تو معلوم ہوتا کہ اب افطار ہی نہ فرمائیں گے۔ حضورؐ کثرت سے روزے رکھتے۔ رمضان میں اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوگی۔ قرآن کی سالگرہ کا زمانہ آرہا ہے۔ حضرتؒ علماء کرام کو قرآن کا درس دیا کرتے تھے۔ وہ سلسلہ بھی الحمد للہ جاری ہے۔ اور دعا ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ جاری رہے۔ حضرتؒ عبادات کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ اور خاص طور پر روحانی امراض سے نجات کی طرف زیادہ توجہ دلایا کرتے تھے۔ رمضان میں پریکٹیکل (PRACTICAL) نجات حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور پھر باقی کے گیارہ مہینوں میں بھی کمزوریوں کو دور کرتے رہنے کی طرف دھیان رہتا ہے۔ ایک مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حلال چیزوں سے جب پرہیز کرینگے تو انشا اللہ باقی گیارہ مہینوں میں حرام سے بھی اجتناب کریں گے۔ اسلام میں حکم ہے کہ اگر پیسہ ایک خاص حد تک پہنچ جائے تو اُس میں ایک حصہ غربا میں تقسیم کردے ہمارے بعض بھائی سال ہا سال درخواستیں دیتے ہیں۔ مگر حج کی اجازت نہیں ملتی۔ بلکہ روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو کہ فلاں سات نمازیں پڑھتا ہے۔ اور میں پانچ میں فرض روزے رکھتا ہوں۔ دو نفل روزے بھی رکھتا ہے فلاں ہر مہینے ایام بیض کے روزے رکھتا ہے ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو روزے رکھتا ہے۔ آج ہم میں نہ خشوع خضوع ہے نہ دل حاضر باش ہے۔ حالانکہ حکم ہے۔ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب جب تک یہ خیال نہ ہو کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں یا خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ نماز نہیں ہوتی۔ مکہ میں میں نے مالکیوں کو اکثر دیکھا کہ دو دو رکعتیں پڑھیں اور نماز توڑ دی پوچھنے پر بتایا وسوسہ آگیا تھا۔

...... آج نسلاً بعد نسلٍ نواب چلے آرہے ہیں بڑے بڑے مل مالک ہیں۔ حج اُن کے بچے بچے پر فرض ہے۔ مگر ادا نہیں کرتے اُن کے دادے پردادے لکڑدادے بھی حج نہ کرتے تھے زکوٰۃ فرض ہے ادا نہیں کرتے اگر سارے لوگ زکوٰۃ ایمانداری سے دیں۔ تو میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ ملک میں کوئی محتاج نہ رہے۔ یہ لولے لنگڑے اپاہج کوئی بھی بھیک منگا نہ رہے گھر بیٹھے اُن کو اُن کا حصہ ملتا۔ آج کئی کئی ملیں چل رہی ہیں۔ موٹریں اور کوٹھیاں ایک ایک بچے کے نام لگی ہوئی ہیں۔ مگر زکوٰۃ کی توفیق نہیں صحابہؓ کے زمانے میں زکوٰۃ دینے والے زیادہ تھے۔ اور بھکاری کم تھے۔ آج معاملہ دگرگوں ہے ہمارا فرض تھا کہ فرائض عینیہ کے ساتھ ساتھ ذکر اذکار کرتے مگر معاملہ اُلٹا ہے۔ رمضان میں ہوٹلوں میں کھانے اب سے بھی زیادہ فروخت ہوں گے۔ بڑے بڑے پردے ان کے ہوٹلوں پر بھی اور دلوں پر بھی لٹک جائیں گے حکومت کا فرض ہے۔ کہ اجتماعی طور پر زکوٰۃ وصول کرے۔ لوگوں کے بچوں کی دینی تعلیم کا بندوبست کرے مساجد کا انتظام کرے نہ کہ غریب اور نادار طلبہ کو جو تھوڑا بہت لوگ دیتے ہیں۔ وہ بھی وصول کرکے اوقاف کے بڑے بڑے افسروں کو دے دے یا منظم طور پر خلاف اسلام کاموں کی حوصلہ افزائی کرے بجائے اپنے اسلامی نظام پر عمل کرتے اور اپنے اقتصادیات درست کرنے کے ہم امریکہ کے دریوزہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی سود پر حالانکہ قرآن نے سودی کاروبار کرنے والوں سے اعلان جنگ کیا ہے۔ آج کہا جاتا ہے۔ کہ سفید کاغذ پر دستخط کرالو ہم اسلام کا نظام قایم کریں گے اٹھارہ سال سے یہ اسلام کے خیر خواہ تو کچھ نہ کرسکے۔ رمضان میں ان کی عقلوں پر اور ہوٹلوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ انگریز کو رخصت کیا تھا۔ تو اُس کے قانون کو بھی رخصت کردینا چاہیے تھا۔ اجتماعی طور پر زکوٰۃ کا انتظام کیجئے۔ حضرتؒ نے انجمن خدام الدین میں شعبہ زکوٰۃ قائم کیا تھا۔ جو چل رہا ہے۔ اگر آپ کو اور جگہ پسند ہو تو وہاں بھی دے سکتے ہیں۔ نکاح کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ دین اور تقویٰ پر نگاہ رکھو۔ مگر یہاں ڈگریاں اور گریڈ دیکھے جاتے ہیں اور کبھی اور کہیں نوکری پوچھی جاتی ہے اگر انگلی میں ذرا سی پھانس لگ جائے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چاہیے کہ ایک مسلمان کو دُکھ پہنچے تو دنیا بھر کے مسلمان تڑپ اُٹھیں۔ مگر آج چھٹی بھی جمعہ کی بجائے اتوار کو

خطبہ جمعہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء

اللہ والوں کی تعلیم

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۝ (سورۃ لقمان آیت ۱۳ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۝

(سورۃ لقمان آیت ۱۶ تا ۱۹ پ ۲۱)

ترجمہ۔ بیٹا! اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اللہ اس کو حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ ...... بڑا باریک بین (اور) باخبر ہے۔ بیٹا! نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت آئے اُس پر صبر کیا کر۔ بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔ اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل بے شک اللہ کسی تکبّر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو پست کر۔ بے شک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔

مندرجہ بالا الفاظ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کے طور پر ارشاد فرمائے تھے۔ جنہیں قرآن حکیم نے نقل کیا حضرت لقمان کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں

حاشیہ شیخ الاسلام

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے۔ جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل و فہم اور متانت و دانائی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کی راہ سے وہ باتیں کہیں جو پیغمبروں کے احکام و ہدایت کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔ رب العزت نے ایک حصہ قرآن میں نقل فرما کر اُن کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا شاید مقصود یہ جتلانا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرتِ انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے۔ دنیا کے مختلف عقلمند بھی اُس کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ پس توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرنا ضلال مبین نہیں تو اور کیا ہے۔ (تنبیہ) حضرت لقمان کہاں کے رہنے والے تھے۔ اور کس زمانہ میں ہوئے۔ اس کی پوری تعیین نہیں ہوسکی۔ اکثر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ہوئے۔ اُن کے بہت قصے اور اقوال تفسیر میں نقل کئے ہیں فاللہ اعلم بصحتہا

بزرگانِ محترم!

شیخ الاسلامؒ کے حاشیہ سے یہ بات واضح ہے۔ کہ حضرت لقمان نبی نہیں تھے۔ البتہ ولی ضرور تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہ اپنے ولی کی تعلیم کو قرآن عزیز میں نقل فرما کر یہ وضاحت فرمائی ہے کہ میرے ولیوں کی تعلیم یہ ہوتی ہے۔ جو ولی اس کے خلاف تعلیم دے اور اپنی مرضی کے مطابق شرکیہ رسوم اور خلاف شرع احکامات کی تعلیم کرے وہ ولی نہیں ہوسکتا

ظاہر ہے ہم مسلمان اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ اُن کی طرف منسوب ہونے کو فخر خیال کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب وسنت کی تعلیمات کا عملی پیکر جان کر اپنا مقتداء و پیشوا خیال کرتے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم میں سے اکثر قرآن کریم اور صحیح معنوں میں اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم سے ناآشنا ہونے کے باعث بھول بھلیوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لیتے ہیں۔

ہمارا یقین ہے۔ کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت اور پیغام حق کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو ماسوا اللہ سے توڑ کر اللہ تعالیٰ سے جوڑنے اور بندگانِ خدا کو صحیح معنوں میں مالک حقیقی کا فرمانبردار اور جاں نثار بنانے کی پوری سعی کرتے ہیں۔ اسی طرح اُن کے دروازے کے غلام اولیائے کرام بھی بندگانِ خدا کو سب سے توڑ کر اللہ جل شانہٗ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ خود بھی شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی پابندی شریعت کی تلقین کرتے ہیں۔ ان حضرات کی صحبتوں میں یہ رنگ ہوتا ہے کہ دلوں کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ اور انسان کے لئے فقط اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات ہی محبوب و مطلوب اور مقصود بن جاتی ہے۔

کارِ نبوت

ہمارا ایمان ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوچکا ہے۔ دنیا سے وہ مائیں اٹھالی گئی ہیں۔ جو نبیوں اور رسولوں کو جنم دیا کرتی تھیں آمنہ وہ خوش بخت ماں ہے۔ جس نے سب سے آخری نبی اور رسول کو جنم دیا۔ اور اب یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوچکا ہے۔ لیکن کارِ نبوت جاری رہے گا اور اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام اولیائے کرام اور

علمائے عظام تا قیامت انجام دیتے رہیں گے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگائی ہوئی دین کی کھیتی تا ابد ہری بھری اور سرسبز وشاداب رہے گی ۔ نہ تو دین خداوندی قیامت تک محو ہوسکتا ہے اور نہ علماء حق اور اولیائے کرام کا سلسلہ ہی ختم ہوسکتا ہے ہمارے ذمہ صرف کھوٹے اور کھرے کی پہچان کرنا ہے اور پھر کھرے علماء کرام اور صوفیائے عظام کی تابعداری کرکے کارِ نبوت کو آگے بڑھانا اور سلسلہ خیر میں داخل ہونا ہماری ذمہ داری ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلسلۂ خیر کی کڑی میں شامل رکھے اور کار نبوت کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین

کھرے اور کھوٹے کی پہچان

برادران اسلام!

ہمارے پاس کھرے اور کھوٹے اولیاء کی پہچان کے لئے کسوٹی قرآن حکیم، اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرزِ عمل ہے اسی کسوٹی پر کس کر ہم کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرسکتے ہیں ۔ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات میں ایک ولی حضرت لقمان کی تعلیم بیان کی گئی ہے ۔ آئیے اسی تعلیم کی روشنی میں کھرے اور کھوٹے کی جانچ کریں ۔ مذکورہ بالا آیات کو غور سے پڑھ جائیے ۔ اور خلاصہ نکالئے تو

حضرت لقمان کی تعلیم

کا حاصل یہ نکلے گا کہ

(۱) شرک سے نفرت اور اجتناب ہر ذی شعور اور عقلمند پر فرض ہے ۔ فطرتِ انسانی شہادت دیتی ہے ۔ وحی خداوندی پکار پکار کر اعلان کرتی ہے اور انبیاء و اولیاء کی تعلیم کا حاصل یہی ہے کہ اس کائنات میں کوئی ظلم اور گناہ شرک سے بڑھ کر نہیں ہے ۔ عام حالات میں دیکھا بھی یہی گیا ہے ۔ کہ جب تک کوئی شخص پکا موحد نہ ہو یعنی جب تک وہ ایک خدا کو حاضر وناظر، علیم وخبیر، اپنا رازق، کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، اور معبود برحق نہ سمجھتا ہو اُس کی اصلاح نہیں ہوسکتی ۔ توحید کا سبق پڑھانے کے بعد دوسرے درجہ پر ذاتی اوصاف اور اخلاق عالیہ کا مرتبہ ہے توحید بندے اور خدا کے تعلقات کو جوڑنے کا باعث ہوتی ہے ۔ اور اخلاق عالیہ انسانوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار کرتے اور دنیاوی زندگی میں آسائش پیدا کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ حضرت لقمان نے سب سے پہلے توحید کی تعلیم دی ۔ اور شرک سے بچنے کا حکم فرمایا ۔ اور پھر اخلاق کو سدھارنے کے لئے وصیتیں فرمائیں تاکہ خالق ومخلوق دونوں سے ہی معاملہ درست ہوسکے ۔

(۲) عقیدۂ مجازات پر ایمان ضروری ہے جزا وسزا کے تصور کے بغیر کوئی انسان نیکی سے آشنا نہیں ہوسکتا ۔ پھر جب میزان عدل وانصاف الٰہی علیم وبصیر اور خبیر ذات کے ہاتھ میں ہو کہ جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ عیاں ہو تو اُس کی موجودگی میں بدی کا خیال بھی انسان کے وہم وگمان میں نہیں آسکتا ۔ بشرطیکہ آدمی کا یہ اعتقاد پختہ ہوچکا ہو اسی اعتقاد کو پختہ کرنے کے لئے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا ۔ کہ اے بیٹے زمین وآسمان کی کوئی چیز خدا کی نگاہ میں پوشیدہ نہیں ۔ اگر جنگل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو تو وہ خدا کے علم میں ہوتی ہے ۔ پس جان لو کہ تمہارے سینوں کے نہاں خانے میں بھی جو چیز ہوگی اللہ جل جل شانہٗ اُس سے ناواقف نہیں ہوسکتا وہ پوری طرح سے تمہاری نیتوں اور تمہارے دلوں سے واقف ہے ۔ چنانچہ یہ یقین رکھو کہ اگر تمہارا کوئی عمل رائی کے برابر بھی ہو اور وہ کسی پتھر کے نیچے دبا پڑا ہو یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر پوشیدہ ہو ۔ جب وقت آئے گا تو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ عم نوالہٗ اُس کو لا حاضر کرے گا ۔ اس لئے عمل کرتے وقت یہ حقیقت ذہن میں رکھو کہ ہزار پردوں میں بھی جو کام کیا جائے گا ۔ وہ اللہ کے سامنے ہے ۔ پس نیکی یا بدی جو کچھ بھی سرزد ہو اور کیسے ہی چھپ کر کی جائے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے مخفی نہیں رہ سکتی اور اس کی جزا یا سزا بہر حال مل کر رہے گی ۔

(۳) اقامتِ صلوٰۃ لازم ہے ۔ نماز ساری عبادات کا خلاصہ ہے ۔ اسے باقاعدگی اور پابندی سے اس طرح ادا کیا جائے ۔ جیسا کہ اس کا حق ہے ۔

(۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی تبلیغ کا فرض ادا کرنا ضروری ہے ۔ توحید و بندگی پر قائم ہوکر اور اپنی ذاتی اصلاح کے بعد انسان پر لازم ہے ۔ کہ وہ دوسروں کی اصلاح و تبلیغ میں مصروف ہو ۔

(۵) مصائب پر صبر کیا جائے ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انجام دینے اور سچائی کی راہ چلنے میں جو مصیبتیں اور مشکلات برداشت کرنا پڑیں ۔ انہیں خوشی، تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کرنا چاہیئے ۔ مصائب و مشکلات پر مسکرانا اور انہیں خندہ پیشانی سے جھیلتے ہوئے آگے بڑھنے سے ہی گوہر مقصود ہاتھ آسکتا ہے

(۶) مخلوقِ خدا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا، لوگوں سے ازراہِ نفرت دور رہنا اور غرور وتکبر سے اکڑ کر زمین پر چلنا بُری عادات ہیں اور ان سے ہر عقلمند کو بچنا چاہیئے ۔ غرور وتکبر اور اولادِ آدم سے عناد شیطانی صفات ہیں ۔ اور خالق کائنات کو کسی صورت میں پسند نہیں ۔ غرور وتکبر کی لعنت سے اپنے آپ کو بچانا ہی کامیابی ہے ۔

(۷) ہر وہ شخص جو شیخی خورا اور اکڑ کر چلنے والا ہو خدا کی نگاہ میں بُرا ہے اترانے اور شیخیاں بگھارنے سے انسان کی عزت میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ حقارت اور ذلت ہی حصے آتی ہے ۔ اگر منہ پر نہیں تو پیٹھ پیچھے لوگ ضرور بُرا کہتے ہیں

(۸) ہر کام میں تواضع، متانت اور میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ خیر میانہ روی میں ہی مضمر ہے ۔

(۹) بے ضرورت بولنا اور کلام کرتے وقت حد سے زیادہ چلانا بُری عادات ہیں ۔ ان سے احتراز کرنا چاہیئے ۔ اگر اونچی آواز سے بولنا اور چیخنا کوئی کمال ہوتا تو گدھا بہت ہی باکمال ہوتا ۔ حالانکہ اُس کی آواز سب سے بدترین کریہہ اور کرخت آواز گنی جاتی ہے ۔

(۱۰) انسانوں کا دل نہ دُکھانا چاہیے ۔

محترم حضرات!

دیکھ لیا آپ نے کہ کس طرح ایک ولی اللہ نے اپنے بیٹے کو خالق و مخلوق دونوں کے راضی رکھنے کا پروگرام تجویز فرمایا ۔ اسلام بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کی ہدایت کرتا ہے ۔ اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی جو اللہ کے فضل وکرم سے ولی کامل اور صحیح معنوں میں عارف باللہ تھے ۔ اکثر فرمایا کرتے تھے ۔ کہ دین کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو عبادت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی رکھا جائے ۔ یہی

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

امیر پرنٹنگ پریس جی ٹی روڈ لاہور باہتمام مولانا عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا

سالاری پانی پتی جامعی سی ٹی

گنبدِ عالم میں آج ترقی ترقی کا غلغلہ ہے بچہ سے لے کر بوڑھا تک چاند پر کمندیں ڈالنے پر تلا ہوا ہے۔ اس دور میں پرواز کی راہیں وا ہیں، یہ مادی پرواز خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر مومن کی پرواز کچھ اور ہی ہے، وہ چاند پر کمندیں ڈال کر قانع نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس پر کمندیں ڈالتا ہے۔ جس کا ذرہ ذرہ مطیع و فرمانبردار ہے۔ اس کے پاس پرواز کے لئے راکٹ نہیں مگر اللہ کا قرآن حکیم ہے جس کے ذریعہ وہ مہ و خورشید سے بھی اونچے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ روم و مصر اپنی انتہائی ترقی پر پہنچے مگر یہ تانا بانا ٹوٹ گیا۔ اور دنیا اندھیرے میں ڈمبک ٹویاں کھانے لگی اور ایک زمانہ تک کھاتی رہی اتنے میں فاراں کی چوٹیوں سے اک آفتاب عالمتاب چمکا۔ جس کی روشنی سے دنیا راہ پا گئی۔ یہ آفتاب رسالت اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا تھا۔ وہ نسخہ کیمیا کیا تھا۔ یہی قرآن حکیم۔ جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ایوان عالم میں اک انقلاب برپا کر دیا۔ جاہل عالم بن گئے۔ بے دین دیندار۔ اور گمراہ راہ پر آ گئے۔ اور ایک قلیل عرصہ میں ایک عالم کو تسخیر کر کے رکھ دیا۔ جس نے قرآنِ حکیم کو سنا۔ وہ اس کا ہی ہو کر رہ گیا۔ یہ تھا قرآن کا اعجاز۔ اور یہ تھی کلام پاک کی بات ذرا غور کیجیے کہ عمرؓ کفر کی لہروں میں رقصاں ہے۔ آفتابِ رسالت کا سر لینے کے لئے گھر سے چلا ہے۔ مگر راستہ میں معلوم ہوتا ہے کہ بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو گئے عمرؓ کا رخ محمدؐ کے در سے ہٹ کر بہن کے در کی طرف ہو جاتا ہے بہن کے دروازے پر پہنچے تو سورۃ طٰہٰ پڑھی جا رہی تھی۔ غصہ کا پارہ چڑھ گیا مگر جب قرآن معجز بیان سنا تو دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ دربار رسالت میں پہنچے معصیت کا اقرار کر لیا اور اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر ایسا اسلام کہ جس پر آج تک تاریخِ اسلام ناز کرتی ہے۔

آج انسانیت کا لاشہ خاک پر تڑپ رہا ہے۔ روس ہو یا برطانیہ۔ افریقہ ہو یا امریکہ۔ ہر چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں بظاہر ترقی کے لمبے چوڑے دعوے ہیں مگر حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ سکون کا کوسوں تک نام نہیں۔ بے اطمینانی کی لہریں ہیں اور دنیا بے چین ہے۔ امن کے کھوکھلے نعرے دنیا میں امن نہیں لا سکتے۔ اگر حقیقی امن کی تلاش ہے۔ تو پھر قرآن حکیم کو ہی اپنانا پڑے گا۔ مشرق ہو یا مغرب حقیقی سکون کی دولت قرآن حکیم کے ہی دامن سے ملے گی۔ وقت آ گیا ہے کہ قرآن حکیم کی حکمتوں کو عام کیا جائے۔ تاکہ دنیا اک بار پھر حقیقی اور شیریں زندگی سے ہمکنار ہو سکے۔

آئیے ہم آپ کو اس شیریں زندگی کی طرف لے چلتے ہیں۔

اللہ نے کہا!

۱۔ اے مومنو! روزے تم پر فرض کئے گئے۔ جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز بن جاؤ۔

تشریح۔ روزہ حکم اللہ کی اطاعت ہے اور اطاعت ہمیشہ باعثِ سرفرازی ہوا کرتی ہے۔ اس اطاعت سے ہمارے قلب و نظر میں وسعت اور روح میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ باعثِ برکت و رحمت ہے۔ اس لئے بندہ کی اطاعت یہی ہے کہ مالک کے دروازہ پر سر رکھ دے تاکہ مالک بھی اس کی مطیع دیکھ کر مائل بہ کرم ہو جائے۔

۲۔ اے مومنو! تم صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

تشریح:۔ یاد رکھیئے کہ اللہ کی مدد اللہ کا حکم ماننے سے شاملِ حال ہوتی ہے اگر آپ صبر کا دامن تھام کر نمازوں کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگیں گے تو اس صورت میں اللہ آپ کے ساتھ ہو گا۔ جب اللہ حامی و ناصر بن گیا۔ پھر کس چیز کی کمی رہ جاتی ہے۔

۳۔ اے مومنو! تم پاکیزہ چیزوں سے کھایا کرو جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔

تشریح:۔ اللہ کی توجہ صرف اسی صورت میں ہمارے حال پر متوجہ ہو سکتی ہے جبکہ ہم حلال چیزیں کھائیں۔ اور حلال کسب سے حلال روزی پیدا کریں۔

۴۔ اے مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔

تشریح:۔ اللہ کا ڈر تمام نیکیوں کی جڑھ ہے۔ جب انسان اللہ سے ڈرنے لگتا ہے۔ تو پھر تمام چیزیں اس سے ڈرنے لگتی ہیں ایک بزرگ نے ایک شخص کو شیر پر سوار دیکھا۔ وہ ڈر سے کانپنے لگا۔ شیر سوار نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر تاکہ تمام چیزیں تجھ سے ڈرنے لگیں

۵۔ اے مومنو! تم سود نہ کھاؤ۔

تشریح:۔ اللہ نہیں چاہتے کہ امیر سود کے ذریعہ غریب کا خون چوسے۔ اس لئے سود کو منع فرمایا ہے۔ پس لازم ہے کہ سودی کاروبار بند کر دیئے جائیں سودی لین دین سے احتراز کیا جائے۔ تاکہ منعم حقیقی اپنی نعمتوں کی ہم پر فراوانی رکھے۔

۶۔ اے مومنو! تم کافروں کی طرح نہ ہو جانا۔

تشریح۔ اللہ نے مسلمانوں کو کافروں کی شکل و صورت بنانے۔ کافروں جیسا لباس پہننے اور کافروں کی طرح خورد و نوش کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اسلام کا خود اپنا پروگرام ہے۔ جو اللہ نے مسلمان کو دیا ہے۔ جو اس سے انحراف کرے گا اور کافروں جیسی مشابہت رکھے گا۔ اس کا وہی حشر ہو گا جو ہامان نمرود۔ شداد اور قارون کا ہوا۔ مالک حقیقی اطاعت کو پسند کرتا ہے اور نافرمانی کو پسند نہیں کرتا۔

یہ شش پہلو زندگی کے سامنے رکھیے (باقی پھر)

عبداللہ بن مبارک اور ایک حجازی بڑھیا

وہ کیا چیز ہے کہ جس کے ذریعہ سے مردے زندہ نظر آئیں، گذشتہ واقعات کا نظارہ اور دنیا کی سیر گھر بیٹھے میسر ہو۔

یہ چیستان علم تاریخ ہے، جس کے ذریعہ گھر بیٹھے دنیا کا حال معلوم ہو جاتا ہے، جب ہم علم تاریخ کی کوئی کتاب دیکھتے ہیں، تو گزرے ہوئے واقعات کا نقشہ ہمارے سامنے اسطرح کھنچ جاتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ فی الحقیقت علم تاریخ ایک آئینہ ہے، جس میں زمانہ ماضی کے واقعات کی تصویریں ہو بہو نظر آتی ہیں اور گزرا ہوا زمانہ حال کی صورت میں اپنی جھلک دکھا جاتا ہے۔

آج میں نے عبداللہ بن مبارک اور ایک بوڑھیا کی ملاقات کا تذکرہ دیکھا ہے، نہ آج عبداللہ بن مبارک جیسے مرد دنیا میں نظر آتے ہیں اور نہ اس بڑھیا جیسی کوئی عورت معلوم ہوتی ہے۔

یہ ترقی اور تہذیب کا زمانہ ہے تمدن اور معاشرت کے نکھار کا وقت ہے، کمال کی نمائش ہے اور ہر قوم بن سنور رونقِ بازار ہے۔ دنیا کے وسیع میدان میں قوموں کے پرے جمے ہوئے توسنِ ہمت کو مہمیز کر رہے ہیں جیسے دیکھو سبقت لے جانے کا شوق آنکھوں سے ظاہر ہمت مردانہ پیشانی سے نمایاں، یکجہتی اور اتحاد کا عنصر غالب، مسلمان بھی خواب غفلت سے کچھ بیدار ہو کر آنکھیں ملتے ہوئے پراگندگی اور سراسیمگی کے ساتھ نمائش میں شریک ہیں، خدا خیر کرے۔ انجام بخیر ہو۔

جنوں میں دیکھئے میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے
پڑی ہے آبلوں میں پھوٹ اذا ایکا ہے خاروں میں

مسلمانوں کا مذاق بدلا ہوا ہے۔ طرزِ معاشرت کچھ دوسرا ہے۔ دین کا خدا حافظ۔ دنیا بھی ایک نئی صورت کی دنیا ہے۔ اسلامی دنیا کی کایا پلٹ ہو چکی ہے، مگر خدا کا شکر ہے کہ اسلام کا دعویٰ باقی ہے، اور مجھے امید ہے کہ اس زبانی دعوے کا دل میں بھی ضرور گھر ہے۔ محض اسی بنا پر مجھے جرأت ہوتی ہے کہ میں ایک پرانا واقعہ مسلمانوں کے سامنے پیش کروں، آج اخباری دسترخوان وسیع ہے۔ تازہ بتازہ نو بہ نو قسم قسم کے جدید واقعات چنے ہوئے نظر آتے ہیں، میں ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ایک باسی مگر لذیذ مقوی ارواح غذا پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ پسند کیا جائے گا

اصل مضمون لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ ابن مبارک سے بھی ناظرین کی نہایت مختصر طور پر شناسائی کرا دی جائے۔

آپ کے حالات سے علم تاریخ، اور اسماء الرجال کے صفحات رنگین ہیں آپ بقولے ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے مرو آپ کا وطن ہے، علم آپ کی گھٹی میں پڑا تھا، لڑکپن ہی سے علم کے شیدا اور اس مصرعہ کے مصداق تھے۔

بچپن میں بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا

طالب علمی میں آوارۂ وطن رہنا آپ کا شیوہ اور حج و غزوہ کے شوق میں سفر کرنا آپ کا پیشہ تھا۔

ایک مدت پلٹے چنار ہے ایک مدت گلخن تالی کی
برسوں ہوتے ہیں گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کا

عبادات کی بالطبع رغبت تھی۔ اچھے کاموں میں فریفتہ و شیفتہ تھے۔ ساری عمر انہیں مشغلوں میں گزاری حدیث، فقہ، غزو، زہد رقایق میں اچھی اچھی کتابیں تصنیف کیں اور علم و تبحر کی خوب داد دی، سینکڑوں سے سیکھا ہزاروں کو سکھایا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ربقہ تلمذ گردن میں ڈالا، فقہ کی تکمیل آپ سے کی، آپ کے کمال فقہی کے دل سے معتقد تھے۔ معترضین امام کی اچھی طرح خبر لیتے تھے، بڑوں کی زبان سے بھی امام کی نسبت کوئی کلمہ کسرشان کا سننا پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ امام اوزاعی علیہ الرحمۃ سے ملاقات اور تحصیل علم کو ملک شام میں گئے، جب ملاقات ہوئی تو امام اوزاعی سے حسب ذیل گفتگو ہوئی اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن مبارک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کس قدر دل دادہ تھے۔

امام اوزاعی :- آپ کہاں سے تشریف لائے۔

عبداللہ بن مبارک :- کوفہ سے حاضر ہوا ہوں

امام اوزاعی :- کوفہ میں ابوحنیفہ کون شخص پیدا ہو گیا ہے جو دین میں اپنی رائے اور قیاس کو دخل دیتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک کو یہ کلام سخت ناگوار خاطر گزرا۔ مگر چونکہ شاگردی کے ارادہ سے گئے تھے۔ اس لئے خموشی سے کام لیا اور سمجھے کہ امام اوزاعی کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے تفصیلی اطلاع نہیں ہے۔ سنی سنائی باتوں پر افروختہ ہیں۔ اگلے روز جب امام اوزاعی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کچھ اوراق جو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے املا کئے تھے ہاتھ میں دبا لیے گئے۔

امام اوزاعی :- آپ کے ہاتھ میں کیا کاغذات ہیں۔

عبداللہ بن مبارک :- کوفہ میں نعمان بن ثابت ایک شیخ ہیں ان سے لکھے ہیں۔

امام اوزاعی :- مجھے عنایت کیجئے، لے کر دیکھنا شروع کر دیئے ہیں اور ایسے محو ہوئے کہ ان کو رکھ لیا۔ اور اوّل سے آخر تک بغور مطالعہ کیا اور بہت محظوظ ہوئے۔ جب عبداللہ بن مبارک امام اوزاعی کی مجلس میں حاضر ہوئے تو :

امام اوزاعی - حضرت یہ شخص تو بڑا عالم ہے چاہیئے اس سے خوب حاصل کیجئے۔

عبداللہ بن مبارک یہ سن کر ادب کے لہجہ میں عربی زبان سے، یہ نعمان بن ثابت وہی امام ابوحنیفہؒ ہیں جن کی نسبت

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

استکبار و تکبر

اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ کبر نہیں عجز ہے

(۲)

عبودیت کا تقاضا نیاز مندی ہے

انسان کا کوئی کمال ذاتی نہیں ہے ہر چیز حق تعالیٰ کی عطا و بخشش ہے۔ اور یہ بخشش کسی استحقاق کی بنا پر نہیں کی گئی محض حق تعالےٰ کی بندہ نوازی اور بندہ پروری ہے۔ بندگی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے انعامات کا شکر ادا کرے بندہ جب عبودیت کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ تو مزید نعمتوں کا مستحق ہو جاتا ہے۔ نعمتوں کا حصول شکوہ و شکایت سے نہیں ہوتا شکر ہی ان کی زیادتی کا ذریعہ بنتا ہے۔ سخی کے در سے بھیک اس گداگر کو ملا کرتی ہے جو فروتنی اور عاجزی اختیار کرے۔ بارگاہ صمدیت سے مانگنے کا بھی یہی دستور ہے کہ انسان اس کے سامنے عجز و انکسار اختیار کرے۔ عبدیت کے مقام پر کھڑا ہو کر اگر انسان اپنے خالق کو پکارے تو ناممکن ہے۔ کہ اس کی فریاد نہ سنی جائے۔ بارگاہ صمدیت میں انسان کی فریاد اس کی رحمت کو متحرک کر دیتی ہے۔ عبودیت کا تقاضا تذلل ہے۔ جس قدر اپنی ذلت کا اعتراف کیا جائے گا اللہ تعالےٰ کی رحمت اسی قدر جوش میں آئے گی۔ جب انسان کے سارے کمالات عطیہ ربانی ہیں۔ تو پھر ان پر فخر اور تکبر کیا فخر تو اس چیز پر کیا جاتا ہے۔ جو ذاتی ہو مستعار لی ہوئی یا بھیک میں ملی ہوئی چیز پر فخر و غرور کیسا؟ بندہ جب اپنے رب سے ملی ہوئی چیز پر غرور کرتا ہے تو کارکنانِ قضا و قدر اس کی پست ذہنیت کا ماتم کرتے ہیں۔

دنیا میں قدم قدم پر انسان کو اس کی بے بسی کا احساس دلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ خود سر اور مغرور نہ ہو جائے اور سب کچھ اپنی ہی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھنے لگے اور اپنے مالک کے انعامات او احسانات کو فراموش کر بیٹھے کبر پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب مقابل والی ذات کی معرفت حاصل نہ ہو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ جس ذات سے وہ مخاطب ہے وہ کن قوتوں کی مالک اور اس کے اختیارات کس قدر وسیع ہے اس وقت تک اسکی ہمسری کا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ کی معرفت حاصل ہونے کے بعد اپنی بے بضاعتی سامنے آجاتی ہے۔ انسان ہر لحظہ و ہر آن اللہ تعالےٰ کا محتاج ہے۔ اور احتیاج اور تکبر کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے

خدا کے حضور میں جھکاؤ اور پستی کی کوئی حد نہیں جو اللہ کے حضور میں پست ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو بلند کرتا ہے۔ اور جو اس کے حضور میں ذلت اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے سر پر کلاہ افتخار رکھ دیتے ہیں۔ عبدیت کی غائت ہی تذلل ہے۔ عبدیت یا بندگی تکبر کی ضد ہے اور تکبر انسان کو حق تعالےٰ سے دُور کر دیتا ہے۔ اس لئے انسان کو اپنی چال ڈھال اور قطع وضع میں وہ انداز اختیار کرنا چاہئے جس سے تکبر کی بو نہ آئے۔ اور یہی اپنی بندگی اور حق تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کی پہچان کا معیار ہے

(ماخوذ از نشان راہ۔ روزنامہ کوہستان)

مطرف رح نے مہلب کو دیکھنے کر اتراتا ہوا چل رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ حق تعالیٰ ایسی چال کو بہت بُرا سمجھتا ہے اس نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کیا تو مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں آپ نے کہا میں جانتا ہوں تو پہلے ایک ناپاک قطرہ تھا اور آخر میں مردار ہوگا۔ اور درمیانی حالت میں ہر وقت ناپاکی کا اٹھا ہوا

حضرت سلمان فارسی رض کا ارشاد ہے۔ کہ وہ گناہ جس کے سبب کوئی عبادت فائدہ نہ دے وہ تکبر ہے۔ عبادت کی قبولیت کا دارومدار عجز و انکسار پر ہے تکبر سے انسان ذلیل ہوتا ہے۔ عبادت تو نام ہی انسان کی انتہائی تذلل کا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رض کے سامنے ان کی تعریف کرنے لگے تو آپ نے فرمایا پہلے تو میں ایک ذلیل نطفہ تھا۔ اور آخر میں مردار ہونگا۔ پھر جب مجھے ترازو کے پاس لے جائیں گے تو وہاں میرا اگر نیکی کا پلہ جھک گیا۔ تب تو میں اس تعریف اور بزرگی کے لائق ہوں۔ ورنہ میرے جیسا نالائق ہی کوئی نہیں ہوگا

کبر کے اسباب اور اُن کا علاج

انسان میں کبر کی پیدائش کے لئے وجوہات ہیں

پہلا سبب کبر کا علم ہے کہ جب عالم اپنے آپ کو علم کے کمال سے آراستہ دیکھتا ہے۔ تو دوسروں کو اپنے مقابلہ میں جانور شمار کرتا ہے۔ تکبر اس کے رگ و ریشہ میں سما جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں سے اپنی خدمت کرانے اور تعظیم و تقدیم اور مراعات کی آرزو رکھنے لگتا ہے۔ اور جو کوئی اس کے خلاف کرے تو بُرا مناتا ہے۔ خلقت پر اپنے علم کا احسان جتلاتا ہے اور لوگوں کے لئے اپنے علم کو رشد و ہدایت کا ذریعہ خیال کرتا ہے درحقیقت ایسے عالم کو جاہل ہی کہنا بہتر ہے۔ وہ عالم کہلانے کا مستحق نہیں ہے

دوسرا سبب کبر کا زہد و عبادت ہے عام طور پر اکثر عابد۔ زاہد اور صوفی وغیرہ اپنی خدمت و زیارت کو لوگوں کے حق میں بہت بہتر خیال کرتے ہیں۔ گویا اپنی عبادت کے ذریعہ لوگوں پر بڑا احسان کرتے ہیں۔ اگر کوئی انہیں ستائے اور اتفاقاً وہ کسی آفت میں مبتلا ہو جائے تو وہ اُسے اپنی کرامت کا نتیجہ خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو ہماری بے ادبی کرے گا اس کا ایسا ہی حال ہوگا۔ جو شخص بھی کسی عابد یا صوفی کو ستاتا ہے تو وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ اب اللہ تعالےٰ ان ستانے والوں پر رحمت نہ کرے گا۔ در حقیقت جس شخص نے یہ بات اپنے جی میں ٹھان لی کہ میں اوروں سے بڑھ کر ہوں تو اس نے نادانی سے اپنی عبادت کو برباد کر دیا۔

تیسرا سبب کبر کا نسب پر فخر کرنا ہے وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آپس میں تفاخر کر رہے تھے۔ ایک نے کہا میں فلاں ابن فلاں ہوں تو کیا ہے اور تیسری حیثیت کیا ہے آپ نے ان

سے فرمایا کہ اسی طرح دو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رو برو بھی فخریہ باتیں بنا رہے تھے۔ کہ میں فلاں ابن فلاں نو پشت تک اس نے اپنے باپ دادا کے نام گن دئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس سے کہدو کہ وہ نو کے نو دوزخ میں ہیں۔ اور تو ان کا دسواں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ دوزخ میں جل کر کوئلہ ہوگئے ہیں۔ ان پر فخر کرنے سے باز آ جاؤ۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس سواری کے جانور سے بھی بدتر ہو جاؤ گے۔ جو آدمی کی نجاست ناک سے سونگھتا ہے اور پھر اُسے کھا جاتا ہے۔

چوتھا سبب کبر کا جمال ہے۔ اور یہ عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ جو کوئی جمال پر ناز کرے تو اُسے چاہیے کہ اپنے جسم کی اندرونی حالت میں غور کرے۔ اور وہ کس طرح کی خرابی اور رسوائی سے مالامال ہے۔

پانچواں سبب کبر کا تونگری ہے۔ امیر آدمی یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں بڑا مال و دولت والا ہوں اور دوسرے فقیر اور محتاج ہیں۔ اس لئے ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے

چھٹا سبب کبر کا زور اور قوت ہے کہ دوسروں کو اپنے مقابلے میں ضعیف اور ناتواں خیال کیا جاتا ہے۔

کبر کا علاج

یاد رکھو کہ جو بیماری راہ سعادت میں رکاوٹ پیدا کرے اس کا علاج فرض عین ہے۔ اور کوئی بشر بھی اس بیماری سے خالی نہیں۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ کو پہچانے اور یہ خیال کرے کہ بڑائی اور کبریائی سوائے اُس کے کسی اور کو سزاوار نہیں ہے اور اپنے آپ کو پہچانے کہ مجھ سے زیادہ کوئی عاجز اور ذلیل و خوار نہیں ہے۔ میرے اندر جو کچھ بھی کمال ہے۔ یہ حق تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور عطا بھی کسی استحقاق کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اس کی بندہ نوازی اور بندہ پروری کی وجہ سے۔ کبر کے مکمل علاج کے لئے قرآن مجید کی ایک ہی آیت کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ (پارہ ۳۰ سورہ عبس آیت ۱۷ تا ۲۲)

ترجمہ۔ انسان پر خدا کی مار وہ کیا ناشکرا ہے۔ اس نے کس چیز سے اس کو بنایا ایک بوند سے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ ٹھیرایا پھر اس پر راستہ آسان کر دیا۔ پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں رکھوایا پھر جب چاہے گا اس کو اُٹھا کر کھڑا کر دے گا۔

اللہ تعالےٰ نے اس آئت میں اپنی قدرت کی تعریف کی ہے۔ اور انسان کی پیدائش کی حقیقت بیان کی ہے۔ آدمی پر ایسا وقت بھی تھا کہ وہ قابل ذکر کوئی چیز ہی نہ تھی۔ اس کا نام و نشان ہی موجود نہ تھا۔ حق تعالےٰ نے خاک کو پیدا کیا کوئی چیز اس سے زیادہ خوار ہی نہیں ہے اور نطفہ کا بیان فرمایا جس سے انسان کو پیدا کیا اس سے زیادہ پلید اور کوئی چیز نہیں ہے اُسے نیست سے ہست کیا اس کی اصل ذلیل خاک گندہ پانی اور پلید خون ہے اس کے بعد ایک گوشت کا ٹکڑا بنایا کہ نہ اس میں سماعت موجود تھی۔ نہ بصارت نہ گویائی نہ قوت نہ حس و حرکت ایک پتھر کی مثل اُسے اپنی خبر ہی نہ تھی تو دوسروں کی باتوں کی اُسے کیا خبر ہو سکتی تھی۔ پھر اُسے آنکھ زبان گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤں سب کو مناسب طریقہ سے جوڑ کر انسان کی موجودہ شکل میں پیدا کیا۔ کیا انسان خود بخود ہی پیدا ہو گیا تھا؟ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو کیسی اَحْسَنِ تَقْوِيْم میں پیدا کیا ہے۔ کیا کبر انسان کو زیب دیتا ہے؟ اگر انسان اپنی اصل کی طرف دیکھے تو کبر اس کے دل میں پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

انجام انسان کا کیا ہے۔ کہ جب مر جائے نہ سماعت رہے نہ بصارت نہ جمال نہ کمال نہ تن نہ اعضا ایک گندہ مردار رہ جائے کہ اگر دفن نہ کیا جائے تو مارے بدبو کے سب ناک پکڑ لیں پھر قبر میں کیڑوں مکوڑوں اور حشرات الارض کی خوراک بنے اس کے بعد قیامت کے دن پھر اٹھایا جائے گا اور زندگی کے ایک ایک لمحے کے متعلق پرسش ہوگی کیا ان حالات کا علم ہوتے ہوئے انسان کبر یا فخر کر سکتا ہے۔؟

خشیت الٰہی اور تواضع

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر جب سکرات کی کیفیت طاری ہوئی۔ تو انہوں نے اپنے لڑکوں کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ میرے لئے ایک وسیع و عمیق قبر کھو دو اور لڑکے حکم بجا لائے اور جب قبر تیار ہوگئی تو آ کر اطلاع دی۔ اس وقت ابو اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"قبر دو منزلوں سے ایک منزل ہے۔ یا تو وہ میرے لئے اتنی وسیع کر دی جائے گی کہ منتہائے نظر تک کشادہ ہوگی۔ اور جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جس کی خوشبو سے معطر ہوا برابر آتی رہیگی اور جس کے ذریعہ میں جنت میں اپنے ٹھکانے اور اپنی سے والی نعمتوں کا نظارہ کروں گا اور حشر تک ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہوں گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس کے برعکس ہوا۔ تو پھر میرے اوپر قبر اتنی تنگ کر دی جائے گی۔ کہ میری پسلیاں ایک دوسرے سے مل جائیں گی اور پھر دوزخ کا ایک دروازہ میرے لئے کھول دیا جائے گا جس میں اپنے آئندہ ٹھکانے، زنجیروں اور بیڑیوں اور اپنے ہم نشینوں کو بخوبی دیکھ سکوں گا۔ اور مسلسل جہنم کے گرم ہوا کے جھونکے میرے چہرے کو جھلسا دیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت ہو۔ اور میں اپنے اس ٹھکانے پر پہونچ جاؤں۔ جہاں کبھی راحت نہ ہوگی۔ (صفتہ الصفوۃ ج ۱)

یہ ہیں ان اصحابی رضی اللہ عنہ کے الفاظ جو یقیناً جنت کے مستحق تھے۔ مگر خشیت الٰہی اور تواضع نے اس آخری وقت میں ان کے منہ سے یہ الفاظ کہلوائے ان کے کردار اور سیرت کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے آپ کو تولتے رہنا چاہیے۔ اور افعال و اعمال پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے سلامتی ایمان کی دعا مانگنی چاہیے

مشتاقان درس قرآن کریم کو خوشخبری

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ برصغیر میں ترجمہ و تفسیر کا مقدس کام امام الاولیاء مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ العزیز ہی کا وہ کارنامہ ہے جس کیلئے وہ سب امت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ آج کا تقریباً ہر مسجد میں درس قرآن کریم کا با ترجمہ و تفسیر اسی کار خیر کا ثمرہ ہے۔ جو شیخ التفسیر نے آج سے چالیس سال قبل شروع فرمایا تھا۔ مگر اس درس و تفسیر سے وہی خوش بخت بہرہ ور ہوسکتے تھے جو ان بابرکت درسوں اور مجلسوں

(باقی ص ۱۹ پر)

مولانا محمد اسحاق سندیلوی

خواتین — اور — علم دین

دین کی کتابوں میں عام طور پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت علم دین کا حاصل کرنا، ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کا مطلب بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس بہت ضروری عقیدوں اور نماز روزے کا علم اور وہ بھی مختصر طریقہ سے حاصل کر لینا اس فرض کی ادائیگی کے لئے کافی ہے لیکن یہ سمجھنا سخت غلطی ہے

بقدر ضرورت علم دین کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کو جن احکام شرعی پر عمل کرنا ضروری ہے اس کا جاننا اس پر فرض ہے اور اس بارے میں مختلف اشخاص کے حالات مختلف ہوتے ہیں ۔ بعض باتیں تو ایسی ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مثلاً توحید، رسالت، آخرت کے عقیدے۔ جو شخص ان عقیدوں سے بھی واقف نہ ہو وہ مسلمان ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح نماز پنجوقتہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس لئے اس کا سیکھنا اور اس کے روزمرہ پیش آنے والے مسئلوں کا جاننا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی طرح بعض باتیں اور بھی ایسی ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جن کے جاننے کی ضرورت ہر مسلمان کو نہیں ہوتی۔ مثلاً حج ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ اس کے فرض ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ یہ بات جاننا کہ حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے اور ان شرائط کے بعد یہ فرض ہو جاتا ہے ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لیکن حج کرنے کا طریقہ اور اس کے مسائل کا جاننا ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔ اسلام اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور جنّت کے راستہ کا نام ہے۔

وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ (اے نبی! آپ انہیں سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں)

یہ سیدھا راستہ اسلام ہی تو ہے۔ اس راستہ پر ہماری پوری زندگی کو چلنا چاہیے اور اس کا ہر قدم اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اٹھنا چاہیئے۔ اسلام انہیں احکام الٰہی کا نام ہے جو پیدائش سے لے کر موت تک ہمارے ہر کام اور ہماری ہر حالت کے متعلق ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ جب کوئی نیا کام کرنا ہو، یا کوئی نئی حالت ہماری زندگی میں پیدا ہو تو اس کے متعلق شریعت کا حکم معلوم کر کے اس پر عمل کریں۔ جب تک کہ کوئی نئی بات سامنے نہ آئے اس وقت تک اس کے متعلق علم حاصل کرنا بھی فرض نہیں ہے۔ ایک مثال سے ہم اس بات کو سمجھائے دیتے ہیں:-

فرض کیجئے۔ ہماری ایک کنواری بہن کے لئے عقائد نماز، روزہ وغیرہ عام باتوں کا جاننا فرض ہے۔ اس کے ساتھ یہ جاننا بھی فرض ہے کہ والدین اور دوسرے اہل خاندان کے کیا حقوق ہیں اور خود ان کے لوگوں پر کیا حقوق ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی شادی ہو جاتی ہے۔ اب ان پر یہ بھی فرض ہے کہ شوہر کے حقوق اپنے اوپر اور اپنے حقوق شوہر کے اوپر معلوم کریں اور یہ جانیں کہ شریعت نے اس تعلق کے متعلق کیا احکام دئے ہیں۔ اللہ کے فضل سے کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحب اولاد ہوتی ہیں۔ یہ نئی بات اور نئے احکام بھی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اولاد کے حقوق، پھر اپنے حقوق، ان سب باتوں کا جاننا بھی فرض ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس تفصیل سے بہت سی بہنیں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں گی کہ بقدر ضرورت علم دین فرض ہونے کا مطلب ہے؟

پرانے زمانہ کا ذکر نہیں ہے۔ ابھی تھوڑے ہی دن کی بات ہے کہ ہمارے گھر دینی تعلیم کے ابتدائی مدرسے ہوتے تھے بچّوں کی تعلیم ماں کی گود سے شروع ہو جاتی تھی۔ اللہ کے نام سے زبان کھلتی تھی اور اسی پر بند ہوتی تھی۔ بچپن کی یہ تعلیم ان میں ایسا گھر کر لیتی تھی کہ کسی حالت میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتی تھی۔ اللہ اللہ کیا انقلاب زمانہ ہے کہ آج ہمارے اکثر گھروں میں دین کا کوئی تذکرہ ہی سننے میں نہیں آتا۔ اسّی فیصدی مسلمان ایسے نکلیں گے جنہیں کلمہ طیبہ بھی یاد نہ ہوگا۔ دین کا بنیادی علم پھیلانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ان گھریلو اور ہر وقت جاری رہنے والے مکتبوں کو پھر جاری کیجئے۔ اس بارہ میں ذمّہ داری تو عورتوں اور مردوں سب پر ہے لیکن سچ پوچھئے تو ہماری بہنیں اس بارہ میں زیادہ ذمہ دار ہیں۔ چھوٹے بچّوں کا واسطہ انہیں سے زیادہ تر پڑتا ہے۔ اگر پڑھی لکھی بہنیں اپنا فرض پہچانیں اور اپنی چھوٹی بہنوں، اپنے چھوٹے بھائیوں اگر صاحب اولاد ہیں تو اپنی اولاد کو اور اللہ توفیق دے تو پاس پڑوس کے بچّوں کو دینی تعلیم دینا شروع کر دیں تو تھوڑے عرصہ میں کایا پلٹ ہو جائے اور ہمارے اندھیرے گھروں میں پھر دین کا اجالا ہو جائے

پڑھی لکھی بہنیں دینی کتابیں پڑھ کر اپنا علم بڑھا سکتی ہیں۔ آج کل اُردو میں خاصی تعداد میں دینی کتابیں ملتی ہیں۔ بطور نمونہ چند کتابوں کے نام لکھتا ہوں جو بہت ہی فائدہ مند ہیں۔ بہشتی زیور، تقویۃ الایمان، تعلیم الاسلام، اصلاح الرسوم، سیر الصحابیات، زاد سفر، سیرۃ النبی۔ اس طرح کی اور بھی کتابیں ہیں جو آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہیں مگر اس بارے میں اپنی بہنوں سے ایک بات بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں۔

یہ بڑے فتنوں کا زمانہ ہے۔ دین کے متعلق ہر شخص کا قلم آزاد ہے۔ جو چاہے لکھے خواہ کچھ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو —— بڑے بڑے القاب مثلاً علّامہ، مولانا وغیرہ بھی بہت آسانی سے مل جاتے ہیں، اس آزادی سے بہت سے گمراہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور دین کے متعلق بغیر سمجھے بوجھے غلط سلط باتیں لکھنا شروع کر دیتے ہیں کم علم لوگ ان کے فریب میں آکر گمراہ ہوتے ہیں۔ آپ کو تو دین سیکھنا ہے نہ کہ گمراہی۔ اس لئے ایسی کتابوں کو پڑھ کر اپنا وقت برباد کرنا اور گمراہی کے خطرے میں پڑنا بالکل ناسمجھی ہے۔ لیکن بسا اوقات یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ یہ کتاب اچھی ہے یا بُری؟ بس ایک قاعدے پر عمل کرتی رہیئے تو اس قسم کی کتابوں اور ان کے زہر سے آپ محفوظ رہیں گی۔ اصول یہ رکھئے کہ پہلے مصنف کو دیکھئے پھر کتاب کو۔ ہندوستان میں بکثرت ایسے حضرات گذرے ہیں اور آج بھی موجود ہیں جن کا دیندار و متقی عالم دین ہونا مشہور اور

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

سلمان عابد الشمسی

زکوٰۃ

اسلام کا ایک اہم رُکن

اسلام کی مثال ایک عمارت کی سی ہے ۔ جس طرح ایک عمارت بغیر کسی بنیاد کے کھڑی نہیں کی جا سکتی اسی طرح اسلام کی عمارت بھی بغیر کسی بنیاد کے استوار نہیں ہو سکتی ۔ چنانچہ اسلام کی یہ عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے ۔ اس کا پہلا ستون کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ، دوسرا ستون نماز ، تیسرا ستون روزہ ، چوتھا ستون زکوٰۃ اور پانچواں ستون حج ہے ۔

اگر کسی عمارت کا کوئی ستون کمزور پڑ جائے تو پوری عمارت کو منہدم ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے ۔ بالکل اسی طرح اسلام کی کسی بنیاد کے کمزور ہو جانے سے ایک مسلمان کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے ۔ اسی لئے ہر وہ شخص جسے اپنا ایمان عزیز ہو اس کو چاہیئے کہ اپنی ایمان کی بنیادوں کو ہر طرح سے محفوظ رکھے ۔

ذیل میں اسلام کے چوتھے رکن یعنی زکوٰۃ پر روشنی ڈالی جا رہی ہے :۔

جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو یا اتنی ہی قیمت کا کوئی اور سوداگری کا مال ہو تو ایسے شخص کو شریعت میں صاحب مال کہتے ہیں ۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ضرورت سے زائد مال یا نقدی ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس کو بھی شریعت میں مالدار کہا جائے گا ۔ ایسے لوگوں پر زکوٰۃ واجب ہے ۔ اس لئے جب چاند کے حساب سے مال پر پورا سال گذر جائے تو زکوٰۃ ادا کر دینا چاہئے ۔ یعنی اپنے مال کا چالیسواں حصہ اہل ضرورت کو بانٹ دینا چاہئیے ۔

زکوٰۃ کی اہمیت کیا ہے ؟ — یہ قرآن پاک کی آیات سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ ایک جگہ باری تعالےٰ نے فرمایا :۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ (اے ایمان والو! قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ)

اس آیت کے علاوہ متعدد مقامات پر فرمایا اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ (قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک نماز اور زکوٰۃ بہت اہم ہیں ۔

زکوٰۃ صرف انسان کی دنیاوی زر کی خیرات ہی نہیں، آنے والی حیات کے سکون کی قیمت اور جنت کی کنجی بھی ہو سکتی ہے اگر اس پر صحیح طور سے عمل کیا جائے اس کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ اس کا صحیح خلوص اور یقین ہے اور یہ مان کر کہ صرف اللہ کی خوشی اور رضا کے لئے ایسا کر رہا ہوں زکوٰۃ لینے والا احسان مانتا ہے یا نہیں اس کی پرواہ یا اس کا خیال بھی دل میں نہ آنا چاہیئے ۔

زکوٰۃ دینے والوں کے لئے خدا کی طرف سے جنت کی خوش خبری ہے ۔ قرآنی شہادت کے مطابق نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا انکار کافروں اور مشرکوں کی نشانی ہے جس کو قرآن نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے ۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (نماز قائم کرو اور (نماز ترک کر کے) مشرکوں میں سے نہ ہو)

ایک دوسرے مقام پر اسی کو دوسرے انداز سے پیش کیا ہے :۔

وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ اور ان مشرکوں کے لئے جو نہیں دیتے زکوٰۃ بڑی خرابی ہے ۔ اور وہ سب آخرت کے منکر ہیں

گویا زکوٰۃ نہ دینا مومنوں کی صفت ہی نہیں بلکہ کافروں اور مشرکوں کی صفت ہے اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کا انکار اور اس سے بے توجہی کفر کی علامت ہے

جس طرح زکوٰۃ دینے والوں کے لئے خدا کی طرف مژدہ اور جنت کی خوشخبری ہے اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے بھی ایک سخت عذاب کی وعید ہے ۔ اللہ تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کے عاشق ہیں اور دولت سے محبت کرتے ہیں اور چاندی اور سونے کو جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ اس کو جمع کئے جاتے ہیں ۔ اے نبی بشارت دے دیجئے ایسے لوگوں کو کہ جس دن ان کو تپایا جائے گا اور داغا جائے گا ان کو آگ میں ان کی پیشانیوں کو ، ان کے پہلوؤں اور ان کے جسموں کو ، ان سے کہا جائے گا کہ یہ ثمرہ ہے تمہارے جمع کردہ خزائن کا ۔ (سورہ توبہ)

اس کے علاوہ قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر کیا گیا ہے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لئے قیامت کے دن عظیم الشان اور دردناک عذاب ہے اور ایک المناک عذاب کی خبر ہے "

ایک اور حدیث ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور دولت سے محبت کرتے ہیں قیامت کے دن ایک گنجا سانپ ان کی گردنوں پر مسلط کر دیا جائے گا ۔ وہ ان کی گردنوں میں لپٹا ہوگا اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے جبڑوں کو کاٹے گا ۔ اور ان سے کہے گا کہ تمہارے خزائن یہی ہیں اور یہی دولت ہے جو تم نے جمع کی تھی "

لیکن دور حاضر میں نہ جانے کتنے مسلمان اس ہولناک عذاب سے بے خبر ہیں

(باقی صا۱۴ پر)

آپ نے بدگمانی ظاہر فرمائی تھی۔ امام اوزاعیؒ پر ندامت کے ساتھ سکوت طاری ہوا اور دنگ رہ گئے۔

چونکہ حدیث کا رنگ غالب تھا اس لئے فقہاء میں مشہور نہ ہوئے، علوم دینیہ میں وہ ید طولیٰ حاصل کیا کہ امام، حافظ، علامہ، شیخ الاسلام، فخر المجاہدین، امام المسلمین صراف الحدیث کہلائے۔

زندہ است نام ابن مبارک بزہد و علم
گرچہ بسے گذشت کہ او بر زمین نماند

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بقصد حج بیت اللہ و زیارت روضہ اطہر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھا۔ ایک روز مجھے رستہ میں دور سے کچھ پڑا ہوا نظر آیا، قریب جا کر جو غور کیا تو ایک بڑھیا زمین پر پڑی ہوئی نظر آئی۔ بیچاری صوف کا پیراہن پہنے اور ایک لملیا اوڑھے ہوئے تھی اس کو جنگل لق و دق میں پڑا دیکھ کر ترس آیا اور استفسار حال کی ضرورت سمجھی۔

بوڑھیا نے آپ کے ہر سوال کے جواب میں قرآن شریف کی آیات پر اکتفا کیا، جس سے آپ کو بے انتہا حیرت ہوئی اور آپ باین کمال علم و زہد انگشت بدندان اور سر بگریبان رہ گئے۔

عبداللہ بن مبارک :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

عجوز (بوڑھیا) سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيمِ سلام بولنا ہے پروردگار مہربان کی طرف سے۔

بجائے وعلیک السلام کے بڑھیا نے یہ قرآن شریف کی آیت پڑھ کر جواب سلام ادا کر دیا، اور کلام و خطاب محترز رہی۔

عبداللہ بن مبارک :- بڑی بی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہاں جنگل میں پڑی کیا کر رہی ہو۔

عجوز :- من یضلل اللہ فلا ھادی لہ جس کو اللہ تعالیٰ راستہ بھلائے اس کا کوئی رہنما نہیں۔

مطلب یہ تھا کہ میں گم کردہ راہ ہوں قافلہ نکل گیا میں تنہا رہ گئی، عورت کی ذات تنہا سفر کرنے سے معذور ہے اس لئے یہاں پڑی ہوئی ہوں۔ عبداللہ بن مبارک ان کا مطلب سمجھ گئے اور یوں کہا۔

عبداللہ بن مبارک :- آپ کہاں جانا چاہتی ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کو غالباً یہ خیال ہو گا کہ اس سوال کے جواب میں ضرور گھر کا اتا پتا بتلائیں گی۔ اور کلام کریں گی مگر بڑی بی کا جواب ملاحظہ ہو۔

عجوز :- سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک)

عبداللہ بن مبارک سمجھے کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک :- آپ یہاں کب سے پڑی ہوئی ہیں۔

عجوز :- ثلث الیال سویا (تین دن رات سے برابر یہاں موجود ہوں)

عبداللہ بن مبارک :- آپ کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، آخر کیا کھاتی پیتی ہو۔

عجوز :- ھو یطعمنی ویسقین (وہ اللہ) مجھے کھلاتا پلاتا ہے)

عبداللہ بن مبارک، اچھا وضو کس سے کرتی ہو۔

عجوز :- فلم تجد و ماءً فتیمموا صعیدا طیبًا (پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو)

مطلب یہ کہ پانی نہیں ملتا تیمم کر لیتی ہوں۔

عبداللہ بن مبارک :- میرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اگر آپ کھائیں تو میں حاضر کر دوں۔

اس سوال کے جواب میں یقین تھا کہ قرآن مجید کی آیت پر اکتفا نہ ہو سکے گا، ضرور لا، یا نعم کہنا پڑے گا مگر جواب ملاحظہ ہو۔

عجوز :- ثم اتموا الصیام الی اللیل (پھر روزہ رات تک پورا کرو)

مطلب یہ کہ روزہ سے ہوں۔

عبداللہ بن مبارک، بڑی بی یہ تو رمضان المبارک کا مہینہ نہیں ہے۔

عجوز، من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم (جو خوشی سے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار اور دانائی حال ہے)

یعنی گو رمضان نہیں مگر نفل روزہ سے کس نے منع کیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک : سفر میں تو رمضان المبارک کے روزوں کی افطار کی اجازت ہے، چہ جائیکہ نفلی روزہ

عجوز :- ان تصوموا خیرا لکم ان کنتم تعلمون (روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو)

مطلب یہ ہے کہ جس کو سفر میں روزہ رکھنے کی برداشت ہو تو اسے روزہ رکھنا بہتر ہے۔

عبداللہ بن مبارک تنگ آ گئے تو ناچار صاف صاف کہا۔

عبداللہ بن مبارک، جس طرح میں آپ سے کلام کرتا ہوں، آپ مجھ سے ایسے کلام کیوں نہیں کرتیں

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

عجوز ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید (منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا، مگر اس کے پاس ایک نگہبان لکھنے والا فرشتہ موجود ہے)

یعنی ہمارے الفاظ زبان سے نکل کر معدوم ہو جاتے ہیں مگر خدا کے فرشتے ان کو نامۂ اعمال میں لکھتے ہیں قیامت کو یہ دفتر بھی کھلے گا اور محاسبہ ہوگا، مجھے اپنی زبان پر اطمینان نہیں، مبادا الحرش ہو۔ کوئی کلمہ ایسا نکلے کہ جس پر مجھ سے مواخذہ ہو اس لئے میں نے کلام ترک کیا ہے اور دفع ضرورت کے لئے قرآن مجید کی آیات پڑھ دیتی ہوں۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار، کوئی سمجھے فہوالمراد نہ سمجھے تو میرا ثواب تو کہیں نہیں گیا۔ عبداللہ بن مبارک، آپ کس قبیلہ اور کس خاندان کی خاتون ہیں۔

یہ سن کر بڑی بی بھرا اٹھیں اور کہا۔

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا

جس بات کی تجھ کو خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے پرسش ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ کیوں اپنا اور میرا وقت ضائع کرتے ہو، فضول باتوں سے کیا نفع، وقت کی قدر کرو، بے ضرورت پوچھ گچھ اچھی نہیں۔

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

عبداللہ بن مبارک کو عبرت ہوئی گھبرا گئے اور عذر تقصیر کی درخواست کی۔

عبداللہ بن مبارک، مجھ سے خطا ہوئی للہ معاف کیجئے

عجوز - لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم اب تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تم کو بخشے۔

عبداللہ بن مبارک، اگر منظور فرمائیں تو میں آپ کو اپنے ناقہ پر سوار کر کے قافلہ تک پہنچا دوں۔

عجوز - وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ

جو نیک کام تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہاں پہنچا دو خدا تم کو جزائے خیر دے گا۔

عبداللہ بن مبارک میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا

بجوز- قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم

مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں غیر محرم عورتوں سے بند کر لیں۔

مطلب یہ ہے کہ تم منہ پھیر لو آنکھیں بند کر لو تاکہ میں سوار ہو جاؤں۔

عبداللہ بن مبارک، میں نے آنکھیں بند کر لیں آپ سوار ہو جایئے۔

جب بڑی بی نے چڑھنے کا قصد کیا تو اونٹنی بدک گئی۔ بڑی بی کے کپڑے کجاوہ کی لکڑی میں الجھ کر پھٹ گئے تو کہا۔

بجوز- ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم

جو تم کو مصیبت پہنچتی ہے یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے

عبداللہ بن مبارک، میں نے عرض کیا ذرا صبر کیجئے میں اونٹنی کے دھنگنا لگا دوں گھٹنا باندھ دوں تاکہ پھر شرارت نہ کرے۔

بجوز- ففھمناھا سلیمان سکھا دی ہم نے حکومت اور فیصلہ سلیمان کو۔

مطلب یہ ہے کہ خدا نے آدمی کو تمام باتیں سکھلا دی ہیں۔ جانوروں کو مسخر کر دیا ہے، ان کے قابو میں لانے کی تدابیر سمجھا دی ہیں، بہت اچھا دھنگنا لگایئے۔

عبداللہ بن مبارک، میں نے اونٹنی کو دھنگنا لگا دیا۔ اب سوار ہو جایئے۔ سوار ہوتے وقت کہا۔

بجوز- سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون

پاک ہے وہ ذات کہ جانوروں کو ہمارا مطیع کر دیا۔ حالانکہ ہم ان کو بس میں نہیں لا سکتے تھے، اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک، جب بڑی بی سوار ہو گئیں تو میں نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور باآواز بلند کچھ پڑھتا ہوا آگے آگے تیز چلنے لگا۔

بجوز- واقصد فی مشیک واغضض من صوتک

درمیانی چال چلو اور آہستہ بولو۔

عبداللہ بن مبارک، میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور پست آواز سے گنگنا کر شعر پڑھنے لگا۔

مسافر کو کسی شغل سے قطع نظر میں اعانت ہوتی ہے، باتیں کرنا یا شعر پڑھنے بھی سہولت کا سبب بنتا ہے۔ بالخصوص عرب میں مسافر کا شعر پڑھنا اونٹوں کی چستی و چالاکی کا چلتا ہوا نسخہ ہے۔ عرب کے آدمی حدی پڑھتے ہیں جن سے اونٹوں میں ولولہ، جوش نیز روی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ جملہ، اشتر بشعر عرب در حالت است وطرب، اسی طرف مشیر ہے۔

ابن مبارک کے زہد و ورع کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے فضول اور لایعنی اشعار پڑھے ہوں، مگر حجازی بوڑھیا چونکہ مطلق کلام کرنے کو ہی پسند نہ کرتی تھی۔ اس لئے اس کو اشعار کیونکر پسند آتے۔ ابن مبارک سے فرمایا۔

بجوز- فاقرؤا ما تیسر من القرآن

پڑھو جو قرآن سے تم کو آسان ہو۔

عبداللہ بن مبارک، بے شک بھلائی کا وافر حصہ آپ کو عطا ہوا ہے۔

بجوز- وما یذکر الا اولوا الالباب

نہیں پذیر ہوئے مگر عقل والے۔

تھوڑی دور ابن مبارک نے خموشی سے رستہ طے کیا پھر کچھ خیال آیا تو کہا۔

عبداللہ بن مبارک، کیا آپ کا شوہر زندہ ہے۔

بجوز- لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم

فضول باتوں کا سوال نہ کرو اگر بتلا دیئے جائیں تو تم کو ناگوار ہوگا۔

ابن مبارک سوال کرتے کرتے تنگ آ گئے تو اب لب پر مہر خموشی لگائی اور خدا خدا کر کے قافلہ میں پہنچے اور بڑھیا سے کہا۔

عبداللہ بن مبارک، بتلایئے اس قافلہ میں آپ کا کون عزیز ہے۔

بجوز- المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا

مال اور اولاد سے دنیا کی زیب و زینت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس قافلہ میں میری اولاد ہے۔

عبداللہ بن مبارک، ان کا کچھ آتا پتا بتلایئے آیا سفر حج میں ان کو کوئی خاص امتیاز ہے۔

بجوز- وعلامات وبالنجم ھم یھتدون

بنا دیئے ہم نے نشان اور پتے اور تارے سے لوگ راہ پاتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک سمجھے کہ وہ رہنمائے قافلہ ہیں تلاش شروع کی، چھولداریوں اور گٹھی داریوں کے سنتروں میں گئے، جہاں رہنمائے قافلہ فروکش تھے اور بوڑھیا سے دریافت کیا۔

عبداللہ بن مبارک، بتلایئے یہاں آپ کا کون شناسا اور واقف ہے۔

بجوز- واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ

اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا، اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا، اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑ۔

ان آیتوں سے بڑی بی نے تین ناموں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے مدعا سمجھ کر ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ کو پکارنا شروع کیا۔ ناگاہ چند جوان خوبصورت چودھویں رات کے سے چاند سامنے آئے اور ملاقات کی بڑی بی کو اوتارا، جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو بڑی بی نے ان سے کہا۔

بجوز- فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ

اپنے کسی آدمی کو دام دے کر شہر میں بھیج کر دیکھ بھال کر اچھا عمدہ پاکیزہ کھانا لائے۔

عبداللہ بن مبارک، یہ سن کر ان میں سے ایک بازار گیا اور کھانا خرید کر لایا اور میرے سامنے رکھا تو بڑی بی بولیں۔

بجوز- کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ

کھاؤ پیو رچا پچا اس کے عوض میں جو پہلے دنوں تم نے آگے بھیجا۔

مطلب یہ ہے کہ سفر میں کھانے پینے کی تکلیف اٹھائی ہے تم نے ہم پر احسان کیا ہے اس کے عوض یہ ہدیہ پیش ہے، احسان کا بدلہ احسان ہے بسم اللہ کیجئے۔

عبداللہ بن مبارک، میں نے ان لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپ کا کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا، تاوقتیکہ آپ مجھے ان بڑی بی کا حال نہ بتلائیں کہ یہ کون ہیں اور میری آپ کی طرح کلام کیوں نہیں کرتیں تو ان لڑکوں نے کہا کہ یہ میری مادر مشفقہ ہیں، چالیس سال سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات سے ہی اپنے مدعا پر ایما اور اشارہ کر دیتی ہیں کہ مبادا کوئی ایسا کلمہ زبان سے صادر ہو جس پر مواخذہ قیامت ہو اور خدائے مہربان ناخوش ہو جائے، یہ حال معلوم ہو کر عبداللہ بن مبارک کو عبرت ہی عبرت ہوئی اور کہا خدا تعالیٰ جو چاہے، اس پر قادر ہے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے وہ بڑے فضل والا ہے۔

بقیہ ص ۱۲ : زکوٰۃ

وہ عذاب میں مبتلا ہیں، دولت سے محبت کرتے ہیں اس دولت کو اپنی آنکھ سے جدا نہیں ہونے دیتے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ان کو مرنا ہے اور اپنی دولت کے جمع کرنے کا بھگتان بھگتنا ہے

انسان اپنی ساری زندگی میں جو کام کرتا ہے اور جب قبر میں جاتا ہے اس وقت اس کے ساتھ نہ دولت جاتی ہے نہ دنیوی بناؤ سنگار جاتا ہے۔ اگر کچھ جاتا ہے تو اس کے اعمال جاتے ہیں۔ میر انیس نے اپنی رباعی میں کس طرح سے اس مضمون کو پیش کیا ہے

گیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے
دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے
پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ
ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے

وضو کی دعائیں اور محدثین احناف کرام کے افادات

از حضرت سید محمد علی صاحب حسینی سبحانی دامت برکاتہم

جاوید در متابعت مصطفیٰ گزین تا نور شرع او شود ت برتو مقتدا

خواجہ فرید الدین عطار

احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، کے نکات اور اکابر علمائے حنفیہؒ و مشائخ حدیث کے دینی و علمی تبرکات حضرت مولانا، نواب قطب الدین صاحب حنفی مہاجر مکیؒ نے "مظاہر حق" شرح و ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں ص۱۲۱ ج۱ (ذکر مستحبات و آداب وضو) فرمایا ہے کہ:-

(۱) وضو میں ہر عضو کے دھوتے کے وقت اور مسح کرتے وقت بھی بسم اللہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔

(۲) اعضاء کے غسل و مسح کے وقت سلف صالحین سے جو دعائیں منقول ہیں۔ ان کو پڑھنا چاہیئے۔

(۳) ہر عضو کے دھونے کے بعد اور مسح کرنے کے بعد درود و سلام پڑھنا مستحب ہے۔ (کما فی الزیلعی)

(۴) اور وضوء تمام کر لینے کے بعد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھو۔

(۵) اور وضوء تمام کر لینے کے بعد شہادتین اور وہ اذکار اور دعائیں جو کہ حدیث میں آتی ہیں پڑھنا چاہیئے۔ "العرف الشذی علی جامع الترمذی" یہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے امالی ہیں۔ جو ترمذی پڑھاتے وقت آپ کے ایک تلمیذ نے ان کو جمع کیا، اور شائع کرایا۔ میں لکھا ہے۔

"وضوء کرنے میں حسب ذیل چار اذکار اور دعائیں صحیح احادیث اور قومی روایات و اسانید سے ثابت ہیں۔ ان میں تین دعائیں مرفوع روایات سے ثابت ہیں۔ اور ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی موقوف روایات ہے۔

۱: ابتداء وضوء میں بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھنا۔ (رواہ فی شرح الہدایۃ للعینی عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً)

۲:- وضو کے بعد شہادتین پڑھنا۔ (مسلم اور ترمذی دونوں کی مرفوع روایت ہے) اور ترمذی میں (اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین) کی زیادت بھی منقول ہے۔

۳- حصن حصین میں امام ابن الجزریؒ نے (اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی) مع کلمہ شہادتین وضوء میں پڑھنا روایت کیا ہے اور یہ بھی روایت مرفوعہ میں ہے۔

۴:- حضرت عمرؓ کی موقوف ہے۔ (سبحانک اللھم وبحمدک لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک) وضو کے بعد پڑھنا۔

اور اس بارہ میں جمع الفوائد ص۳۵ باب فضل الوضوء میں رزین بن معاویہ العبدریؒ کی سند سے حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی مرفوعاً یہ روایت مرقوم ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے وضوء کیا اور پھر یہ دعا اور کلمات (سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک و اتوب الیک) پڑھے تو اس کے یہ کلمات ایک کاغذ پر لکھ لئے جاتے ہیں۔ اور پھر ان پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر اس کو اتنی بلندی دی جاتی ہے۔ کہ عرش کے نیچے تک اس کی بلندی پہنچ جاتی ہے۔ پس قیامت تک وہ اسی طرح سربمہر رہتا ہے۔ اور کھولا نہیں جاتا۔ اور طبرانیؒ کی اوسط کی روایت کے مطابق یہ دعا وضوء کے بعد پڑھنے والے کی طرف سے ایک کاغذ پر لکھ لی جاتی ہے۔ پھر اس کو ایسی مہر کے ساتھ بند کر کے رکھا جاتا ہے جو قیامت تک کھل نہیں سکتی اور قیامت تک اس میں کوئی دخل و تصرف نہیں کر سکتا۔ قیامت کے روز اس دعا کا ثمرہ اور نتیجہ اجر و ثواب اور قبولیت کی صورت میں پڑھنے والے کو درگاہ باری تعالیٰ سے عطا ہو گا۔ اس حفاظت کی قدر اور اس کا راز وہی سمجھ سکتا ہے جس کی نگاہ عالم غیب و شہادت کے معاملات اور عالم ناسوت و جبروت و لاہوت کے تعلقات و روابط پر پیوستہ رہتی ہے۔

جمع الفوائد میں ہے کہ حضرت ابو سعیدؓ کی یہ روایت رزین اور طبرانی کی نقل کے مطابق روایات مرفوعہ میں سے ہے۔ مگر "عمل الیوم واللیلۃ" میں ابن سنیؒ نے اس کی تخریج کے بعد اس روایت کا موقوف ہونا بالسند ثابت فرمایا ہے اور اس کے مرفوع ہونے کو غلط لکھا ہے۔ دعا کے یہی الفاظ حدیث نسائی میں بزیادت (لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک) جیسا کہ سابق میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ کی روایات موقوفہ میں مرقوم ہیں۔

"ہدیۃ المجتنی من فیوض البحر المدنی" حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی، ترمذی شریف کی تقاریر اور امالی کا مجموعہ ہے۔ جن کو بوقت درس مولوی علی احمد خیلی اسلام آبادی فاضل دیوبند نے ضبط کیا ہے ــــ میں ہے کہ متوضی جب وضوء سے طاہر ہو گیا ہے۔ تو اب اس کا یہ دعا کرنا۔ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے کیا مطلب رکھتا ہے؟

حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب کئی طرح بیان کیا گیا ہے اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ:-

۱:- نفس طہارت تو مجھے حاصل ہو چکی ہے۔ مگر مجھے زمرۂ طاہرین میں داخل و شامل فرما دے۔ یعنی جتنا کسب و اختیار اور فعل ارادی کے تحت میں عمل تھا، وہ تو پورا ہو چکا اور تکمیل پا چکا۔ اب اس کا نتیجہ اور اثر، قبولیت و جزا تیرے اختیار و قدرت میں ہے۔ کہ اپنے مقبولین

(باقی ص۱۶ پر)

بقیہ مجلس ذکر صؔ ۲ سے آگے

ہوتی ہے۔ کہ دوسرے ملکوں کے بنک انوار کو بند ہوتے ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کے ہاں پہلے جمعہ کی چھٹی ہوتی تھی۔ اب ان کے ہاں بھی اتوار کو ہونے لگی ہے۔ میں کوئٹہ گیا تو شراب کی دکانیں اس کثرت سے دیکھیں۔ جس طرح ہمارے ہاں پان کی دکانیں ہوتی ہیں۔ ایک اجنبی سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہاں سٹاف کالج ہے۔ اس لئے شراب زیادہ بکتی ہے۔ ایک فوجی افسر سے پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ یہاں ہفتہ کو ڈنر ہوتا ہے تو سارے افسر شراب پیتے ہیں۔ ایک میں ہوں جو صرف سوڈا پیتا ہوں۔ تو سب مجھے مُلّا کہتے ہیں۔ حالانکہ نہ میری داڑھی ہے نہ مونچھ میں نہیں چاہتا کہ آپ بھوکے ننگے ہوں اور افلاس میں پڑیں اللہ کرے کہ سب کے پاس دو دو کاریں ہوں مگر دنیا کے ساتھ دین کو نہ بھولو آج اصلی سچے کھرے اور محمدی مسلمان انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ حکومت نے اوقاف بنا دیئے تو داتا گنج بخش ہی کا حال دیکھ لیجئے وہاں منظم طور پر خلاف شرع کاموں میں روپیہ لگتا ہے۔ باقاعدہ قوالوں کو زر کثیر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ کا مال مستحق لوگوں کو دینا چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ اجتماعی زکوٰۃ کا بندوبست کرے اور جائز مدّوں میں بیت المال سے خرچ کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ رکھے۔ تو مسلمان بنا کر زندہ رکھے اور موت آئے تو پھر بھی مسلمان ہو کر مریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ۔ اللہ والوں کی تعلیم صؔ ۶ سے آگے

ولیوں کی تعلیم ہوا کرتی ہے۔ اور اسی کی وہ اپنے ماننے والوں کو تلقین کرتے ہیں

برادران اسلام! تخلیق انسانی کا مقصد بھی از روئے قرآن صرف بندگی ہی ہے۔ اسی کو عارف رومیؒ نے یوں بیان فرمایا ہے

ع بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

لیکن یہ بھی مسلّمات میں سے ہے۔ کہ آخرت میں انسانوں کو دُکھ پہنچانے کے باعث اعمال اکارت چلے جائیں گے۔ اور دُکھ پہنچانے والے کی نیکیاں اُس شخص کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔ جس کو دُکھ پہنچایا گیا تھا۔ اس لئے دوسرے انسانوں کو اپنے کسی طرز عمل سے نقصان نہ پہنچانا چاہیے اور انسانوں کی ایذا رسانی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ تاکہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہونا پڑے اور اپنے نیک اعمال سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔ اسی لئے شریعت میں خدمت خلق کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور بزرگان دین کہتے ہیں ؎

عبادت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ و دلق نیست

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے احکامات اور اللہ والوں کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ :- اسلام دوستی کا ثبوت دیجیے

میں سرعام اور کھلے بندوں خورد و نوش قانوناً جُرم ہے۔ لاریوں، ریل گاڑیوں اور بازاروں میں دن کے وقت سگریٹ نوشی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ علاوہ ازیں یہ احکامات بھی صادر فرمایئے کہ ریڈیو پاکستان سے فلمی گانوں اور بے ہودہ اشعار کی نشر و اشاعت بند کر دی جائے اور اس کی جگہ قرآن خوانی، فضائل رمضان و قرآن پر تقاریر سیرت پر وعظ، شریعت کے مطابق نعتیہ کلام، علمی نشریات اور خبریں براڈکاسٹ ہوں۔ سینما ہاؤس بند کر دیئے جائیں۔ زنا اور فحاشی کے اڈے جہاں کہیں اور جس صورت میں ہوں۔ سرے سے ختم کر دیئے جائیں۔

ہمارے خیال میں یہ کوئی ایسا اقدام نہیں جو صدر مملکت آسانی سے نہ کر سکتے ہوں۔ اور جس کی بجا آوری میں مشکلات کے کوئی پہاڑ حائل ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر صدر ایوب خاں کی حکومت نے ہماری معروضات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تو نہ صرف اسلام پسند حلقوں میں ان کا اعتماد بحال ہو جائے گا۔ بلکہ ان کا وقار بڑھ جائے گا۔ اور خداوند قدوس کی نصرتیں ان کے شامل حال ہو جائیں گی۔ جس کے نتیجہ میں انہیں بھی ابدی خوشی نصیب ہوگی اور ملک بھی انشاء اللہ العزیز دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گا۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ :- وضو کی دعائیں

اور ظاہری، باطنی، جسمانی اور روحانی طریقہ سے پاک ہونے والے لوگوں میں میرا شمول کر دے۔

۲:- یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری طہارت کے حصول کے بعد باطنی طہارت کی طلب ہے۔

۳:- یا درجہ کمال کی طلب اور طہارت کے حصول میں مبالغہ مقصود ہے۔

غرضیکہ اس جوامع الکلم دعا میں ہر درجہ والے انسان اور طہارت کا ارادہ رکھنے والے کی التجاء اور مقصود ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسی مضمون کی بابت یہ رُباعی "اشعۃ اللمعات" میں لکھی ہے ؎

اے در خم چوگان تو دل ہمچوں گوئے
بیروں نہ ز فرمان تو جان یکسر موئے
ظاہر کہ بدست ماست شستیم تمام
باطن کہ بدست تست آنرا تو شوئے

(باقی آئندہ)

یوم اجمل

مورخہ ۳۰ دسمبر ۶۴ء روز بدھ بوقت ۴ بجے یوم اجمل کے موقعہ پر بی۔ این آر آڈیٹوریم لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوگا۔ جس کی صدارت جناب جسٹس ایس اے رحمٰن صاحب آف سپریم کورٹ فرمائیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک ۱۹۶۵ عیسوی / ۱۳۸۴ھ برائے شہر لاہور و مضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
منگل	۵ جنوری	یکم رمضان	۳۶	۵	۱۴	۵
بدھ	۶ 〃	۲ 〃	۳۶	۵	۱۵	۵
جمعرات	۷ 〃	۳ 〃	۳۷	۵	۱۵	۵
جمعہ	۸ 〃	۴ 〃	۳۷	۵	۱۶	۵
ہفتہ	۹ 〃	۵ 〃	۳۷	۵	۱۷	۵
اتوار	۱۰ 〃	۶ 〃	۳۷	۵	۱۸	۵
پیر	۱۱ 〃	۷ 〃	۳۷	۵	۱۹	۵
منگل	۱۲ 〃	۸ 〃	۳۷	۵	۲۰	۵
بدھ	۱۳ 〃	۹ 〃	۳۷	۵	۲۱	۵
جمعرات	۱۴ 〃	۱۰ 〃	۳۷	۵	۲۱	۵
جمعہ	۱۵ 〃	۱۱ 〃	۳۷	۵	۲۳	۵
ہفتہ	۱۶ 〃	۱۲ 〃	۳۷	۵	۲۳	۵
اتوار	۱۷ 〃	۱۳ 〃	۳۷	۵	۲۴	۵
پیر	۱۸ 〃	۱۴ 〃	۳۷	۵	۲۵	۵
منگل	۱۹ 〃	۱۵ 〃	۳۷	۵	۲۶	۵
بدھ	۲۰ 〃	۱۶ 〃	۳۷	۵	۲۷	۵
جمعرات	۲۱ 〃	۱۷ 〃	۳۷	۵	۲۸	۵
جمعہ	۲۲ 〃	۱۸ 〃	۳۶	۵	۲۹	۵
ہفتہ	۲۳ 〃	۱۹ 〃	۳۶	۵	۳۰	۵
اتوار	۲۴ 〃	۲۰ 〃	۳۶	۵	۳۰	۵
پیر	۲۵ 〃	۲۱ 〃	۳۵	۵	۳۱	۵
منگل	۲۶ 〃	۲۲ 〃	۳۵	۵	۳۲	۵
بدھ	۲۷ 〃	۲۳ 〃	۳۴	۵	۳۳	۵
جمعرات	۲۸ 〃	۲۴ 〃	۳۴	۵	۳۴	۵
جمعہ	۲۹ 〃	۲۵ 〃	۳۳	۵	۳۵	۵
ہفتہ	۳۰ 〃	۲۶ 〃	۳۳	۵	۳۶	۵
اتوار	۳۱ 〃	۲۷ 〃	۳۲	۵	۳۷	۵
پیر	یکم فروری	۲۸ 〃	۳۲	۵	۳۸	۵
منگل	۲ 〃	۲۹ 〃	۳۲	۵	۳۹	۵
بدھ	۳ 〃	۳۰ 〃	۳۱	۵	۳۹	۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
جمعرات	۴ فروری	یکم شوال	عیدالفطر			
جمعہ	۵	۲	۳۰	۵	۴۱	۵
ہفتہ	۶	۳	۳۰	۵	۴۲	۵
اتوار	۷	۴	۲۹	۵	۴۳	۵
پیر	۸	۵	۲۹	۵	۴۴	۵
منگل	۹	۶	۲۸	۵	۴۵	۵
بدھ	۱۰	۷	۲۷	۵	۴۶	۵

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کے لئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (−) کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+ ۸ منٹ	+ ۱۳ منٹ	خوشاب	+ ۷ منٹ	+ ۸ منٹ
بنوں	+ ۱۳ 〃	+ ۱۷ 〃	سرگودھا	+ ۸ 〃	+ ۸ 〃
پاراچنار	+ ۱۴ 〃	+ ۲۳ 〃	ڈیرہ اسمٰعیلخاں	+ ۱۴ 〃	+ ۸ 〃
میران شاہ	+ ۱۵ 〃	+ ۲۰ 〃	ڈیرہ غازیخاں	+ ۱۵ 〃	+ ۱۳ 〃
کوہاٹ	+ ۹ 〃	+ ۱۵ 〃	لائلپور	+ ۵ 〃	+ ۵ 〃
کیمبلپور	+ ۵ 〃	+ ۱۰ 〃	ملتان	+ ۱۲ 〃	+ ۱۰ 〃
میانوالی	+ ۱۰ 〃	+ ۱۲ 〃	منٹگمری	+ ۵ 〃	+ ۵ 〃
مری	+ ۱ 〃	+ ۱۱ 〃	بہاولپور	+ ۱۱ 〃	+ ۹ 〃
راولپنڈی	+ ۲ 〃	+ ۸ 〃	بہاولنگر	+ ۵ 〃	+ ۳ 〃
جہلم	+ ۱ 〃	+ ۴ 〃	رحیم یارخاں	+ ۱۸ 〃	+ ۱۵ 〃
سیالکوٹ	− ۲ 〃	− ۱ 〃	خان پور	+ ۱۶ 〃	+ ۱۴ 〃
جھنگ	+ ۵ 〃	+ ۸ 〃	شیخوپورہ	+ ۱ 〃	+ ۱
گوجرانوالہ	+ ۱ 〃	+ ۱ 〃	گجرات	+ ۲ 〃	+ ۲ 〃
مظفرگڑھ	+ ۱۰ 〃	+ ۱۰ 〃	چترال	+ ۱۱ 〃	+ ۱۱ 〃
کراچی	+ ۲۶ 〃	+ ۲۶ 〃	حیدرآباد سندھ	+ ۲۳ 〃	+ ۲۳ 〃
شکارپور	+ ۱۵ 〃	+ ۱۵ 〃	سکھر	+ ۱۸ 〃	+ ۱۸ 〃
ایبٹ آباد	+ ۴ 〃		جیکب آباد	+ ۲۴ 〃	
جموں	− ۲ 〃		کوئٹہ	+ ۲۸ 〃	

تیار کردہ

احقر الانام غلام قادر اظہر ہیڈ ڈرافسمین خالد منزل ایف ۲۷۵۶ لائن سبحان خاں لاہور

بقیہ ص۱۱ : خواتین اور علم دین

تسلیم شدہ ہے۔ان کی کتابیں بھی مشہور و معروف ہیں۔اس قسم کے مصنفوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھنا مفید ہے۔

بہت سے ایسے علماء بھی ہوں گے جو اس قدر مشہور تو نہیں ہیں مگر ان سے ہماری بعض بہنیں ذاتی طور پر واقف ہوں گی وہ متقی اور دیندار ہوں اور مشہور علماء بھی انہیں عالم دین جانتے ہوں تو ان کی تالیفات پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔یہ بھی یاد رکھئے کہ عالم دین وہی ہے جسے علماء دین عالم کہتے ہوں۔ جیسے طبیب وہی ہے جسے اطباء بھی طبیب کہتے ہوں۔ عام لوگوں کے "حکیم صاحب" کہہ دینے سے کسی کو طبیب سمجھ لینا بے وقوفی ہے۔ اسی طرح کسی یونیورسٹی کی ڈگری کی وجہ سے یا عوام کے کہنے کے سبب سے کسی کو عالم دین مان لینا اس سے بڑھ کر خطرناک حماقت ہے۔

بچوں کا صفحہ

بڑوں کے کارنامے

مرتبہ :- محمد امین لاہور

حضرت سیرین نامی ایک بزرگ حضرت خالد کے ہاتھوں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ آئے تو ان کو اسلام کی برکات اور اصحابہؓ کے فیوض سے فیض یاب ہونے کا شرف نصیب ہوا بالآخر یہ سعادت بھی ان کو حاصل ہوئی۔ کہ اسلام کی ایک خادمہ حضرت صفیہؓ نامی صحابیہ سے ان کا نکاح ہوگیا۔ یہ حضرت عمرؓ کے زمانے کی بات ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے وقت ان کے ہاں ایک لڑکا تولد ہوا۔ جس کا نام تواریخ میں محمد بن سیرین ہے۔ یہی محمد بن سیرین علم و فضل میں ستارہ ہو کر چمکے۔ کیوں نہ ہو انہوں نے آسمان نبوت کے آفتاب و ماہتاب کے صحبت یافتہ صحابہ کبار سے تربیت پائی تھی۔ آپ نے علم و فضل یا تقویٰ و طہارت کو ذریعہ معاش کبھی نہ بنایا۔ بلکہ تجارت سے روٹی کماتے تھے۔ اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ ایک بار کئی ہزار درہم کا تیل خریدا اتفاق سے ایک مردہ چوہا تیل سے نکل آیا چاہتے تو مردہ چوہا نکال کر تیل فروخت کر دیتے۔ مگر آپ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا اور سارا تیل انڈیل دیا۔ تیل ادھار لائے تھے۔ اس حادثہ سے ادھار بھی ادا نہ کر سکے نتیجہ یہ نکلا کہ تیل کے مالک نے آپ پر مقدمہ چلایا اور جیل بھجوا دیا۔ داروغہ جیل آپ کی عظمت سے واقف تھا۔ اس نے آپ سے کچھ امتیازی سلوک کرنا چاہا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ دیانت کے خلاف ہے۔

ایک دردانگیز آرزو

ایک درویش کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ ایک نئی تعمیر شدہ مسجد میں پہنچے۔ مسجد بڑی شاندار تھی۔ درویش کے دل میں خیال آیا کہ اس کی تولیت مل جائے۔ تو اچھا ہے۔ تمنا پوری کرنے کے لئے دعا بھی کرنے لگے۔ اہل محلہ کو فوراً ان کا خیال آگیا۔ اور مسجد ان کے سپرد کر دینے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ درویش نے وقتی طور پر ان کو ٹال دیا۔ اور جنگل میں جا کر خوب رویا۔ کہ خلوص سے مسجد کی تولیت کی دعا تو قبول ہوگئی۔ اگر اس خلوص سے خدا کی رضا تلاش کرتا تو وہ کیوں نہ حاصل ہوتی۔ پس اس خیال سے تڑپ گئے اور اسی تمنا میں لگ گئے۔

قسمت کا لکھا

۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے۔ کہ گجرات زمیندارہ کالج کا ایک پروفیسر "دوست محمد" صاحب مرحوم بھٹی (ایم۔اے) چند لڑکوں کے ہمراہ دریائے چناب پر پکنگ کے لئے گئے۔ رات وہاں مقامی مڈل سکول میں بحث مباحثہ اور تفریح طبع میں گزاری اور صبح سویرے دریا کی طرف چل دئے۔ جب دریا پر پہنچے۔ تو ہیڈ کے قریب سب نے نہانا شروع کر دیا۔ پروفیسر صاحب کافی دیر تک نہاتے رہے جب باہر نکلے تو کہنے لگے "بھائی نہانے کا لطف نہیں آیا۔ میں تو گہرے پانی میں نہانے کا عادی ہوں" یہ کہہ کر وہ اوپر کی طرف چل پڑے۔ اور ایک جگہ جہاں پانی کافی گہرا تھا اور بھنور بھی پڑتا تھا۔ انہوں نے نہایت لاپرواہی سے چھلانگ لگا دی۔ قسمت کا لکھا کون مٹائے۔ وہ چھلانگ لگاتے ہی بھنور میں ایسے پھنسے کہ کبھی نہ ابھر سکے۔ ساتھ والے لڑکوں نے انہیں نکالنے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر بے سود۔ دیکھتے ہی دیکھتے پروفیسر صاحب پانی میں غائب ہوگئے۔ اور ایسے ڈوبے کہ پھر نہ نکلے۔ واقعی قسمت کا لکھا کن کن وارداتوں سے ہوتا ہے موت کے بے رحم ہاتھ انسان کو کہاں سے کہاں کھینچ لاتے ہیں

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرت ابو بن ادہم ایک ولی اللہ گزرے ہیں۔ وہ ولایت سے پہلے اپنے علاقے کے حکمران تھے۔ اور شہزادگی میں وقت گزارتے تھے۔ ایک دن شکار کو گئے۔ اور دیر تک نہ آئے۔ ان کی خادمہ نے بستر لگا دیا اور تو بے شک سنوار دی۔ خادمہ سارا دن گھریلو کام کاج میں مصروف رہی تھی خیال آیا کہ بادشاہ ابھی کہاں آئیں گے ذرا اس بستر پر لیٹ کر تو دیکھ لوں۔ تھکی ماندی تو تھی لیٹتے ہی نیند آگئی۔ ادھر بادشاہ تشریف لائے۔ تو خادمہ کو اپنے پلنگ پر دیکھ کر غصے میں لال پیلے ہو گئے ہاتھ میں تھی تڑاق سے ایک رسید کر دی۔ خادمہ بلبلا اٹھی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور اس پلنگ پر اگر چند منٹ بیٹھنے کی یہ سزا ہے تو اس کی سزا کیا ہوگی۔ جو سدا اس پر سوتا ہے۔ بس پھر کیا تھا ابو بن ادہم کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

بقیہ احادیث الرسول صلعم سے آگے

لے کر کوہ ثور تک حرم ہے۔ سو جو شخص اس میں کسی بدعت کو ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ نہیں قبول کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک نہ کوئی فرض اور نہ کوئی نفل تمام مسلمانوں کا عہد ایک ہے کہ اس کی ان میں سے ادنیٰ بھی کوشش کرے گا اس لئے اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے عہد کو توڑے گا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ .... اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک نہ اس کے فرض قبول کرے گا۔ اور نہ ہی نفل اور جو شخص غیر باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا دعویٰ کرے یا کوئی غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس بھاگ کر چلا جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے قیامت تک اللہ تعالیٰ اس سے نہ فدیہ نہ توبہ قبول فرمائیں گے۔ او... متفق علیہ بخاری و مسلم

بقیہ مشتاقان درس قرآن کریم کو خوشخبری صفحہ ۲ سے آگے

میں شریک ہوئے ہیں۔ وہ بھائی اور بہنیں جو دل سے ترجمہ اور درس قرآن مجید کے لئے بے تاب و مشتاق ہیں اس سعادت سے محروم تھے۔ اسی دینی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ہم نے شیخ التفسیر کے خلیفہ ارشد مفسر القرآن قاضی محمد زاہد الحسینی دام ظلہم کا وہ درس قرآن پوری احتیاط سے جمع کرنے کا اہتمام کر لیا ہے جو قاضی صاحب روزانہ دیتے ہیں۔ اس ترجمہ اور تفسیر کی بنیاد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی ہے

محمد سلیمان قادری مرتب درس قرآن مجید جامعہ مدنیہ کیمبلپور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۴۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

آخرت میں پانچ سوالات

جو ہر انسان سے پوچھے جائیں گے

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قیامت کے دن انسان کے قدم اُس وقت اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے جب تک اُس سے پانچ باتوں کے متعلق سوالات نہ کرلئے جائیں گے۔

پہلا سوال اس کی عمر کے متعلق کہ اُس نے اپنی تمام زندگی کیسے گزاری۔ فضول اور ناپسندیدہ کاموں میں وقت برباد کیا یا احکام الٰہی کے مطابق اپنی زندگی گزاری

دوسرا سوال اُس کی جوانی کے بارے میں ہوگا کہ اُس نے جوانی یعنی عالم شباب میں بیحیائی اور بُرے کام تو نہیں کئے۔ سینما دیکھنے۔ تاش کھیلنے شراب پینے یا آوارہ گردی میں وقت برباد تو نہیں کیا۔ نماز روزہ پابندی سے ادا کیا یا نہیں وغیرہ۔

تیسرا سوال مال و دولت کے بارے میں ہوگا۔ کہ اُس نے دولت کس ذریعے سے کمائی۔ حلال راستہ سے کمائی یا حرام راستہ سے کمائی۔ رشوت و سودی کاروبار سے تو نہیں کمایا۔ جھوٹ بول کر یا لوگوں کو دھوکہ دے کر تو نہیں کمایا یا ناجائز طریقے سے کمائی کر کے دولت جمع تو نہیں کی وغیرہ

چوتھا سوال دولت کو کہاں خرچ کیا۔ فضول اور ناجائز کاموں میں تو نہیں اڑایا۔ خدا تعالیٰ کی امانت میں خیانت تو نہیں کی۔ ایسا تو نہیں کیا کہ امانت کو اپنی ملکیت سمجھ بیٹھے اور اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہا خرچ کیا۔ حقداروں کا حق تو نہیں مارا۔

پانچواں سوال جو علم اُس کو دیا گیا اور جو کچھ وہ جانتا تھا۔ اُس پر کہاں تک عمل کیا۔ ایسا تو نہیں کہ اچھا اور بُرا جانتے ہوئے اچھے کاموں سے دور رہے۔ اور بُرے کاموں کو پسند کیا اور کلام الٰہی کی تعلیم سے غفلت برتی اُس پر نہ خود عمل کیا اور نہ دوسرے لوگوں کو عمل کی ترغیب دی۔

یہ ہیں زندگی کے امتحان میں پوچھے جانے والے پانچ سوالات جو جاہل اور عالم ہر انسان سے پوچھے جائیں گے۔ کوئی انسان ایسا نہ ہوگا جو ان سوالات کا جواب دیئے بغیر ایک قدم آگے بڑھ سکے گا۔ دانشمندی کا تقاضہ یہی ہے۔ کہ ہم ابھی سے ان سوالات کے جوابات کی تیاری شروع کر دیں۔ اور روزانہ رات کو سونے سے پہلے اپنی دن بھر کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہیں۔ اور اس طرح وقت کو صحیح مصرف میں صرف کریں۔ تاکہ بڑے امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر خدانخواستہ ناکام رہے۔ تو پھر جنت میں داخل ہونا اتنا مشکل ہوگا جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا۔ اللہ تعالیٰ کل مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائے

۔ نئے پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کیجئے

محمد امین مکان ۲۶۱ دہلی کالونی کراچی